حج کا آسان طریقہ

تالیف:

مختار احمد محمدی مدنی

داعی مکتب الجالیات بالجبیل

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی

نام کتاب	:	حج کا آسان طریقہ
تالیف	:	مختار احمد محمدی مدنی
ایڈیشن	:	اول
تعداد	:	دو ہزار
ناشر	:	صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی
صفحات	:	۷۲
قیمت	:	

ملنے کے پتے:

- دفتر صوبائی جمعیت اہل حدیث، ممبئی:

14-15 ، چوناوالا کمپاؤنڈ، مقابل کرلا بس ڈپو، ایل بی ایس مارگ، کرلا (ویسٹ) ممبئی-70

- جمعیت اہل حدیث ٹرسٹ، بھیونڈی: 225071 / 226526

- مرکز الدعوۃ الاسلامیۃ والخیریۃ:

بیت السلام کمپلیکس، نزد المدینۃ انگلش اسکول، مہاڈ ناکہ کھیڈ، ضلع: رتنا گری-415709

فہرست مضامین

عرضِ ناشر

حج بیت اللہ اسلام کا پانچواں بنیادی ستون ہے جو استطاعت کی شرط کے ساتھ عمر بھر میں ایک مرتبہ فرض ہے۔ حج کا یہ سفر اول تا آخر اللہ کی توحید، اخلاص وللٰہیت، عظمت وکبریائی، تقویٰ، انابت، صبر وتحمل، زہد وورع، تواضع و انکساری، خشوع، اتباعِ سنت، اعتدال ووسطیت اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر جیسے عظیم اور روح پرور مقاصد کے اعلان و اظہار اور اس کی تربیت نیز شرک وکفر، ریا ونمود، فسق وفجور، بے حیائی ورزالت، کبر ونخوت، عجب وغرور، شہرت طلبی، نفس پرستی، شدت وجارحیت وغیرہ قبیح اور گھناؤنے امور کی تردید وتفنید سے عبارت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس عبادت کی کما حقہ ادائیگی اور مقاصد سے سرفرازی پر مغفرت اور جنت کی نوید سنائی گئی ہے۔

اس عظیم عبادت کی مخلصانہ ادائیگی کے لئے سوئے حرم رواں ہونے والوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنا خصوصی مہمان اور معزز وفد قرار دیا ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"الحُجَّاجُ والْعُمَّارُ وَفْدُ اللهِ، دَعَاهُمْ فَأَجَابُوْهُ، وَسَأَلُوْهُ فَأَعْطَاهُمْ"

"حج اور عمرہ کرنے والے اللہ کے وفد ہیں، انہیں اللہ نے بلایا تو وہ آگئے، اور انہوں نے اللہ سے مانگا تو اللہ نے انہیں عطا کیا"۔ (صحیح الجامع: ۳۱۷۱، ۷۱۱۲، والصحیحۃ: ۱۸۲۰)

البتہ مذکورہ عظیم مقاصد کے حصول اور اعزاز واکرام سے بہرہ ور ہونے کے لئے اس عبادت کو اخلاص وللٰہیت کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی سنت کے مطابق ادا کرنا ضروری ہے، اسی لئے آپ ﷺ نے اپنے سفر حج کے وقت فرمایا تھا:

"يَا أَيُّهَا النَّاسُ خُذُوْا عَنِّي مَنَاسِكَكُمْ، فَإِنِّي لَا أَدْرِي لَعَلِّي لَا أَحُجُّ بَعْدَ عَامِي هٰذَا"۔ (مسلم: ۱۲۹۷، وصحیح الجامع از علامہ البانی: ۷۸۸۲)

”لوگو! مجھ سے اپنے حج کے احکام ومسائل سیکھ لو، کیونکہ مجھے نہیں معلوم؛ ہوسکتا ہے میں اس سال کے بعد آئندہ حج نہ کرسکوں“۔

زیرنظر رسالہ ”**حج کا آسان طریقہ**“ الجبیل دعوہ سینٹر سعودی عرب کے معروف وممتاز داعی شیخ مختار احمد مدنی حفظہ اللہ کی تالیف ہے جسے انہوں نے اپنی کتاب ”حج وعمرہ کتاب وسنت کی روشنی میں“ سے مختصر کیا ہے۔شعبۂ نشر واشاعت صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی سے اس مختصر رسالہ کا یہ پہلا ایڈیشن شائع کیا جا رہا ہے جبکہ اصل کتاب کے تین ایڈیشن شائع ہو کر حجاج ومعتمرین اور زائرین کے درمیان بڑی تعداد میں تقسیم کئے جا چکے ہیں ۔ یہ رسالہ اپنے اختصار کے باوجود حج وعمرہ اور زیارت کے بنیادی احکام ومسائل کا جامع ہے۔ ہم مولف موصوف کی اس کاوش پر ان کے بے حد شکر گزار ہیں، جزاہ اللہ خیراً وتقبل جھودہ ومساعیہ۔

اس رسالہ کی اشاعت پر میں اللہ کے فضل واحسان کے بعد صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے امیر محترم فضیلۃ الشیخ عبدالسلام سلفی حفظہ اللہ کا شکر گزار ہوں جنہوں نے موسم حج کا آغاز ہوتے ہی اس رسالہ کی طباعت واشاعت کی موافقت اور اس کی توجیہ فرمائی، فجزاہ اللہ خیراً۔

دعا ہے کہ اللہ تعالی اس رسالہ کے مولف، ناشر اور تمام معاونین کو جزائے خیر سے نوازے اور اسے حجاج ومعتمرین اور زائرین کے لئے مفید بنائے، آمین ۔وصلی اللہ وسلم علی نبینا محمد

۱۸/شوال ۱۴۴۵ھ

۲۸/اپریل ۲۰۲۴ء

ممبئی

ابوعبداللہ عنایت اللہ بن حفیظ اللہ مدنی

(شعبۂ نشر واشاعت صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی)

(inayatullahmadni@gmail.com)

عرض مؤلف

جب سنہ ۲۰۰۱ میں مملکت سعودی عرب کے مشہور صنعتی شہر جبیل کے دعوہ سنٹر میں راقم آثم کا بحیثیت داعی ومترجم تقرر ہوا تو اس سال حج کی سعادت حاصل کرنے والوں کے درمیان حج تربیتی کورس کی ذمہ داری ہمارے سر تھی' اس نوعیت کا یہ میرا پہلا تجربہ تھا' جس کے لئے میں نے کئی مستند، علمی ومنہجی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا' اور مسودہ تیار کرتا رہا' اور چار سالوں کی محنت کے بعد کتاب جب تیار ہوئی تو کئی علماء و دعاۃ کے مراجعہ ونظر ثانی کے بعد دعوہ سنٹر ہی کی طرف سے سنہ ۲۰۰۵ میں اس کی پہلی اشاعت عمل میں آئی۔

عروس البلاد ممبئی سے ہماری جماعت اہل حدیث کی ایک بڑی تعداد حج کی سعادت سے ہر سال مشرف ہوتی ہے اس لئے سعودی عرب سے اشاعت کے بعد یہ میری دلی خواہش اور تمنا تھی کہ یہ کتاب وطن عزیز ہندوستان میں صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی سے بھی شائع ہو' صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی بے حد فعال ، سرگرم اور اپنی نوعیت کا بے مثال ادارہ ہے' یہ جمعیت اپنی متعدد دینی واصلاحی' تربیتی ورفاہی سرگرمیوں' پروگراموں اور خالص علمی ومنہجی وسلفی کتب ورسائل کی طباعت واشاعت سے پورے ہندوستان کی اہل حدیث جمعیات میں ایک منفرد واعلیٰ مقام رکھتی ہے' میں امیر جمعیت فضیلۃ الشیخ عبدالسلام سلفی حفظہ اللہ کا بے حد ممنون وشاکر ہوں کہ آں موصوف نے ہماری تمنا کو عملی جامہ پہنایا اور جمعیت سے اس کتاب کی اشاعت فرمائی،

فجزاه الله عني وعن المسلمين خير الجزاء وشكر مساعيه وبارك في حياته '

الحمدللہ اب تک وہاں سے تین بار اس کتاب کی اشاعت ہو چکی ہے اس کے باوجود اس کے سارے نسخے ختم ہو گئے ہیں۔

یہ کتاب قدرے مفصل تھی آج سے بیس سال قبل تالیف کی گئی تھی' آج کے فیس بک اور

شوشل میڈیا کے دور میں لوگوں نے اپنے آپ کو حد سے زیادہ مصروف کرلیا ہے۔اب لمبی لمبی کتابوں کے پڑھنے کا دور تقریباً ختم ہوگیا ہے' چنانچہ اس دور کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے میں نے بیحد مختصر اور آسان بنادیا ہے'اصل کتاب اس مختصر سے تین گنا سے بھی زیادہ ہے۔ البتہ مختصر ہونے کے باوجود ایک عازم حج کو حج وعمرہ اور زیارت سے متعلق جن معلومات کی ضرورت ہے وہ تمام بنیادی اور ضروری باتیں اس میں موجود ہیں'اس مختصر میں ایک اضافہ بھی ہے جو اصل کتاب میں نہیں ہے اور وہ ہے صلاۃ جنازہ کا طریقہ'حج کے ایام میں حرمین شریفین میں کوئی ایسی صلاۃ نہیں ہوتی ہوگی جس میں کسی نہ کسی کا جنازہ نہ ہو'عام طور پر حجاج کرام صلاۃ جنازہ کے طریقہ سے ناواقف ہوتے ہیں اسی لئے ان کی ضرورت کے پیش نظر اس کا اضافہ کیا گیا ہے۔

کتاب اختصار کے بعد پہلی بار جمعیت اہل حدیث ممبئی سے شائع ہونے کا شرف حاصل کررہی ہے'امید ہے کہ جس طرح اس کی اصل کو مقبولیت حاصل ہوئی اور اس سے ہزاروں عازمین حج نے استفادہ کیا یہ مختصر بھی خاص وعام بالخصوص حجاج کرام کے لئے مفید ہوگی'اور ان کی رہنمائی کا ذریعہ ثابت ہوگی۔ان شاءاللہ۔

انسان غلطی کا پیکر ہے کوئی بھی خامی ونقص نظر آنے پر برائے اصلاح جو بھی مشورہ ہوگا بصد شکریہ وتہہ دل سے قبول کیا جائے گا۔

اللہ سے دعاء ہے کہ وہ اس کتاب کو خالص اپنے لئے نیز میرے اور ناشر کے لئے صدقہ جاریہ اور قاری کی اصلاح اور ہم سب کی نجات کا ذریعہ بنائے'اللہ ہم سب کو سلف صالحین کے عقیدہ ومنہج پر استقامت عطا فرمائے،آمین۔

مختار احمد محمدی مدنی

جبیل دعوہ سنٹر۔مملکت سعودی عرب

شوال ۱۴۴۵ھ/اپریل ۲۰۲۴ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حج کی فضیلت

حج کے لغوی معنی قصد وارادہ کے ہیں، اور شریعت کی اصطلاح میں مخصوص دنوں میں مخصوص اعمال کی ادائیگی کے لئے مخصوص مقامات کی زیارت یعنی قصد کرنے کا نام حج ہے۔

حج اسلام کا پانچواں رکن ہے، اس کی فرضیت، قرآن وحدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے، اس کی فرضیت سنہ ۹ ہجری میں ہوئی۔

ارشاد ربانی ہے: ﴿وَلِلَّهِ عَلَى ٱلنَّاسِ حِجُّ ٱلۡبَيۡتِ مَنِ ٱسۡتَطَاعَ إِلَيۡهِ سَبِيلٗاۚ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ ٱللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ ٱلۡعَٰلَمِينَ﴾ [آل عمران:۹۷]

یعنی: اللہ کے لئے ان لوگوں پر جو استطاعت رکھتے ہیں بیت اللہ کا حج فرض ہے اور جو انکار کرے تو اللہ تعالی پوری دنیا سے بے نیاز ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: (۱) اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں (۲) صلاۃ (نماز) قائم کرنا (۳) زکاۃ دینا (۴) رمضان کے صوم (روزے) رکھنا (۵) استطاعت پر بیت اللہ کا حج کرنا۔ [بخاری: ح/۸، مسلم: ح/۱۶]

اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے: "مَنْ حَجَّ هَذَا الْبَيْتَ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ" [بخاری: ح/۱۵۲۱، مسلم: ح/۱۳۵۰]

ترجمہ: جس نے اس گھر [بیت اللہ] کا حج کیا اور حج کے دوران شہوانی کاموں اور فسق وفجور سے دور رہا تو وہ حج سے (گناہوں سے پاک صاف ہو کر) اس دن کی طرح واپس ہوتا ہے جس دن اس کی ماں نے جنم دیا تھا۔

آپ ﷺ کا فرمان ہے: ”الْعُمْرَةُ اِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِّمَا بَيْنَهُمَا: وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّة“۔[بخاری: ح/۱۷۷۳،مسلم: ح/۱۳۴۹]

ترجمہ: ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے اور مقبول حج کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ سے سوال کیا گیا: کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا، پھر پوچھا گیا: اس کے بعد کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، پھر پوچھا گیا: اس کے بعد کون؟ آپ نے فرمایا: حج مقبول۔[بخاری: ح/۲۶،۱۵۱۹]

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: پے در پے حج اور عمرہ کرو کیونکہ یہ دونوں فقر اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں جس طرح بھٹی لوہا، سونا اور چاندی کے میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔[نسائی: ح/۲۶۳۲،صحیح نسائی: ۲/۵۵۸]

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم جہاد کو سب سے بہترین عمل سمجھتے ہیں تو کیا ہم جہاد نہ کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، تم عورتوں کے لئے سب سے بہترین جہاد: حج مبرور ہے۔[صحیح بخاری: ح/۱۵۲۰،۱۸۶۱]

حج کی شرطیں

حج کی شرطیں حسب ذیل ہیں:

1-اسلام: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے حجۃ الوداع سے پہلے اس حج میں جس میں انھیں اللہ کے رسول ﷺ نے امیر مقرر کیا تھا مجھے قربانی کے دن لوگوں میں یہ اعلان کرنے کے لئے بھیجا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج

نہیں کرے گا اور نہ کوئی ننگا ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے گا ۔ [بخاری ومسلم]

2- عقل: مجنون و پاگل پر حج فرض نہیں ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے: تین ایسے اشخاص ہیں جن سے قلم اٹھالیا گیا ہے (یعنی غیر مکلف ہیں) 1- عقل سے عاری پاگل جب تک اسے عقل نہ آجائے۔ 2- سونے والا جب تک نیند سے بیدار نہ ہو جائے۔ 3- بچہ جب تک بالغ نہ ہو جائے۔ [سنن ابو داؤد: ح/ ۴۳۹۸، ابن ماجہ: ح/ ۲۰۴۱، مسند احمد، ارواء الغلیل: ۲/ ۴-۷]

3- بلوغت: حدیث سابق کی روشنی میں نابالغ بچہ پر حج فرض نہیں ہے، البتہ اگر کوئی بچہ حج کرتا ہے تو اس کا حج صحیح ہوگا نیز وہ اور اسے حج کرانے والا دونوں اجر کے مستحق ہوں گے، لیکن اس سے اسلام کا حج ساقط نہیں ہوگا۔ بنابریں اگر بلوغت کے بعد اس بچے کے اندر حج کی شرائط پائی گئیں تو اس پر حج فرض ہوگا۔

4- استطاعت: حج صرف انہیں لوگوں پر فرض ہے جو اس کی استطاعت رکھتے ہوں جیسا کہ قرآن وحدیث اور اجماع میں اس کی صراحت موجود ہے لیکن اگر غیر مستطیع حج کرتا ہے تو اس کا حج ادا ہو جائے گا، استطاعت سے مراد سفر خرچ، تندرستی، راستہ کا پرامن ہونا اور حکومت وقت کی طرف سے کسی قسم کی رکاوٹ کا نہ ہونا ہے۔

عورت کے لئے مزید دو شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے:

1- محرم کا ساتھ ہونا: نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے": محرم کی غیر موجودگی میں کوئی اجنبی مرد کسی عورت کے ساتھ خلوت میں نہ ہو، اور نہ ہی کوئی عورت بغیر محرم کے سفر کرے، ایک آدمی کھڑا ہو کر عرض کرنے لگا: اے اللہ کے رسول ﷺ میری بیوی حج کے لئے گئی ہے اور فلاں فلاں غزوہ میں میرا نام لکھا گیا ہے! آپ نے فرمایا: جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو"۔ [بخاری: ح/ ۱۸۶۲، ۳۰۰۶، مسلم: ح/ ۱۳۴۱]

ضروری وضاحت: **محرم:** شوہر اور ہر وہ شخص ہے جس سے اس عورت کا نکاح قرابت،

رضاعت یا نکاح (سسرالی رشتہ) کی وجہ سے ہمیشہ کے لئے حرام ہو۔

2-شوہر کی وفات کے بعد عورت کا حالت عدت میں نہ ہونا: بھی سفر حج کے لئے ضروری ہے، سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ان عورتوں کو جن کے شوہر انتقال کر چکے ہوتے (اور وہ عدت میں ہوتیں) مقام بیداء سے واپس کر دیتے اور حج نہ کرنے دیتے۔(موطأ امام مالک کتاب الطلاق : باب مقام المتوفى عنها زوجها، قال الألباني : هذا إسناد رجاله ثقات على الخلاف في سماع سعيد من عمر (الإرواء:۷/۲۰۸))

لیکن عورت اگر محرم کے بغیر یا شوہر کی وفات کی عدت میں حج کرتی ہے تو اس کا حج ادا ہو جائے گا، البتہ وہ گنہگار ضرور ہوگی؛ کیونکہ یہ دونوں وجوب کی شرطیں ہیں نہ کہ حج کے صحیح ہونے کی۔ واضح رہے کہ فرض حج کے لئے عورت پر شوہر کی اجازت ضروری نہیں ہے البتہ نفلی حج شوہر کی اجازت کے بغیر منع ہے۔

حج بدل

جو اشخاص حج کی قدرت رکھتے ہیں ساتھ ہی ان کے پاس کوئی عذر بھی نہیں ہے تو ایسے لوگوں کی طرف سے حج کرنا جائز نہیں ہے۔ امام ابن المنذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں : اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو فریضۂ حج ادا کرنے پر قادر ہو اگر کوئی اُس کی طرف سے حج کرے تو وہ حج صحیح نہیں ہوگا۔

البتہ وہ اشخاص جو حج کی مالی استطاعت کے باوجود کسی عذر کی بناء پر بدنی استطاعت نہیں رکھتے جیسے بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے سفر نہیں کر سکتے یا سواری پر نہیں بیٹھ سکتے یا وہ مریض جن کے شفایاب ہونے کی امید نہیں ہے تو ایسے لوگوں کی طرف سے دوسرا شخص حج

بدل کرسکتا ہے بشرطیکہ وہ پہلے اپنا حج کر چکا ہو۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: قبیلۂ خثعم کی ایک عورت نے کہا: اے اللہ کے رسول (ﷺ) میرے باپ پر حج اِس وقت فرض ہوگیا ہے لیکن وہ اتنے زیادہ عمر دراز ہیں کہ سواری پر بیٹھ نہیں سکتے کیا میں ان کی طرف سے حج کرسکتی ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔اور یہ حجۃ الوداع میں پیش آیا۔[بخاری: ح/ ۱۵۱۳، ۱۸۵۵، مسلم: ح/ ۱۳۳۵]

سنان بن عبداللہ الجہنی رضی اللہ عنہ کو ان کی بیوی نے اللہ کے رسول ﷺ سے یہ سوال پوچھنے کے لئے بھیجا کہ ان کی ماں وفات پا چکی ہیں اور انہوں نے حج نہیں کیا تھا اب اگر میں اپنی ماں کی طرف سے حج کروں تو کیا ان کی طرف سے کافی ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔اگر تمہاری ماں پر قرض ہوتا اور تم اسے ادا کرتی تو کیا وہ ادا نہ ہوتا؟ انہوں نے کہا: ہاں بالکل، آپ نے فرمایا: تمہاری بیوی کو چاہئے کہ اپنی ماں کی طرف سے حج کرے۔[سنن نسائی: ۲۶۳۳]

میت کی طرف سے حج بدل درست ہے بشرطیکہ اس کی طرف سے حج کرنے والا پہلے اپنا حج کر چکا ہو، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایک شخص کو ''لبیک عن شبرمۃ'' کہتے ہوئے سنا، آپ نے پوچھا: شبرمہ کون ہے؟ اس نے کہا: میرا بھائی ہے، یا یہ کہا کہ میرا قریبی رشتہ دار ہے، آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تم نے اپنی طرف سے حج کرلیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں، آپ نے فرمایا: پہلے اپنی طرف سے حج کرو پھر شبرمہ کی طرف سے۔[سنن ابوداؤد: ح/ ۱۸۱۱، صحیح ابوداود: ۱/ ۳۴۱، ارواء الغلیل: ۴/ ۱۷۱]

بچوں کا حج

نابالغ بچوں کا حج جائز ہے اس کا ثواب والدین کو بھی ملتا ہے۔ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مقام روحاء پر ایک قافلہ سے اللہ کے رسول ﷺ کی ملاقات ہوئی، آپ

نے پوچھا: تم کون لوگ ہو؟ جواب دیا: ہم مسلمان ہیں، پھر انہوں نے آپ ﷺ سے پوچھا: آپ کون ہیں؟ جواب دیا: اللہ کے رسول (ﷺ) ہیں، جس پر آپ ﷺ کی طرف ایک عورت نے بچے کو اٹھاتے ہوئے کہا: کیا اس بچہ کا حج ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں اور تمہیں اجر ملے گا۔ [صحیح مسلم: ح/۱۳۳۶]

البتہ فریضہ حج ان سے ساقط نہیں ہوگا، لہٰذا بلوغت کے بعد اگر حج کی استطاعت پائی گئی تو ان پر حج کرنا فرض ہوگا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: "أَيُّمَا صَبِيٍّ حَجَّ ثُمَّ بَلَغَ الْحِنْثَ فَعَلَيْهِ أَنْ يَحُجَّ حَجَّةً أُخْرَى" [رواه الضياء فى الأحاديث المختارة والطبراني فى الأوسط والبيهقي، وصححه الألباني في صحيح الجامع: ٢٧٢٩] یعنی: جس بچے نے بھی حج کیا پھر بالغ ہوگیا تو اس پر لازم ہے کہ دوسرا حج کرے۔

اگر لڑکا سمجھدار ہے تو اسے دو سفید چادر پہنا دیں، وہ خود تلبیہ پکارے اور حج وعمرہ کے پورے اعمال خود کرے، اور اگر لڑکا کم سن یا شیر خوار ہے تو اس کے سلے ہوئے کپڑے اتار کر اسے ایک چادر میں لپیٹ لیں، پھر اس کی طرف سے اس کا کوئی ذمہ دار (والد، بھائی وغیرہ) تلبیہ کہے، ضرورت پر بچوں کو پیمپر پہنا سکتے ہیں، چھوٹے بچوں کو گود میں لے کر اگر کوئی طواف اور سعی کرتا ہے تو اس صورت میں دونوں کا طواف اور سعی بیک وقت ہو جاتی ہے۔

صفا ومروہ کی سعی کے بعد لڑکے کے سر کے بال مونڈ دیں یا کاٹ دیں اور اگر لڑکی ہے تو چوٹی پکڑ کر نیچے سے انگلی کے ایک پور کے برابر کاٹ دیں، اس طرح دونوں کا عمرہ پورا ہو جائے گا، اگر بچے کم سن ولاشعور ہیں تو ان کی طرف سے ذمہ دار کا صلاۃ ادا کرنا صحیح نہیں ہے، البتہ بچے اگر سمجھدار ہیں تو خود ادا کریں گے۔

لڑکا یا لڑکی اگر بلوغت کی عمر کو نہیں پہنچے ہیں اور ممنوعات احرام میں سے کسی کا ارتکاب

کر بیٹھیں تو ان پر کوئی فدیہ نہیں ہے، اگر بچوں کی طرف سے حج تمتع یا حج قران کی نیت کی گئی ہو تو ہر بچہ کی طرف سے مکہ میں الگ الگ قربانی کرنی پڑے گی۔

بچوں کا حج یا عمرہ مکمل کرنا راجح قول کے مطابق ضروری نہیں ہے۔

مواقیت کا بیان

حج اور عمرہ کرنے والوں کے لئے درج ذیل پانچ میقات ہیں:

1-اہل مدینہ اور اس راستہ سے آنے والوں کے لئے: ذو الحلیفہ۔

2-اہل شام، مصر، لیبیا، مغرب، جزائر اور اس راستہ سے آنے والوں کے لئے: الجحفہ۔

3-اہل نجد، ریاض، بحرین، دمام، کویت اور اس راستہ سے آنے والوں کے لئے شہر طائف میں: قرن المنازل (نیا نام: السیل الکبیر)۔

4-اہل یمن اور اس راستہ سے آنے والوں مثلاً انڈیا، پاکستان، بنگلہ دیش، سری لنکا وغیرہ کے لئے یلملم۔

5-اہل عراق اور اس راستہ سے آنے والوں کے لئے: ذات عرق ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: **"وَقَّتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ، وَلِأَهْلِ الشَّامِ وَمِصْرَ الْجُحْفَةَ، وَلِأَهْلِ الْعِرَاقِ ذَاتَ عِرْقٍ، وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنًا، وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ".**

اللہ کے رسول ﷺ نے اہل مدینہ کے لئے: ذو الحلیفہ، اہل شام ومصر کے لئے: الجحفہ، اہل عراق کے لئے ذات عرق، اہل نجد کے لئے قرن (المنازل) اور اہل یمن کے لئے یلملم میقات مقرر فرمایا۔ [نسائی: ح ۲۶۵۶، صحیح نسائی: ۲/ ۵۶۲، صحیح ابو داود: ۱/ ۳۷۲]

حج کی اقسام (یا احرام کی اقسام)

حج کے تین مہینے ہیں: شوال، ذوالقعدۃ، اور ذوالحجہ کے ابتدائی دس دن۔

حج کے مہینوں میں میقات پر پہنچنے کے بعد حجاج کرام کو تین قسم کے حج کا احرام باندھنے کا اختیار ہوتا ہے:

1- حج تمتع کا احرام باندھنا: یعنی میقات پر لباس احرام پہننے کے بعد صرف عمرہ کے ارادے سے لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ عُمْرَۃً کہیں۔ عورتوں کا کوئی لباس احرام نہیں ہوتا، مکہ مکرمہ پہنچ کر عمرہ کریں یعنی بیت اللہ کا طواف، صفا ومروہ کے درمیان سعی کریں اور پھر پورے سر کے بال کٹوا کر حلال ہو جائیں، خواتین اپنی چوٹی کے بال کو ہاتھ سے پکڑ کر انگلی کے ایک پور کے برابر خود کاٹ لیں یا ان کا شوہر یا کوئی محرم کاٹ دے، پھر آٹھویں ذی الحجہ کو اپنی رہائش گاہ سے **"لبیک اللھم حجاً"** کہہ کر صرف حج کا احرام باندھ کر حج کے پورے اعمال کریں، اس حج کو حج تمتع کہا جاتا ہے جو ان تمام لوگوں کے لئے افضل ہے جن کے پاس ھدی یعنی قربانی کے جانور نہ ہوں گرچہ وہ حج کا احرام باندھ کر مکہ ہی کیوں نہ پہنچ چکے ہوں کیونکہ آپ ﷺ نے ان تمام صحابہ کرام کو جن کے پاس قربانی کے جانور نہیں تھے اور انہوں نے حج کا احرام باندھ رکھا تھا حج کی نیت کو عمرہ میں تبدیل کرنے کا کئی بار حکم دیا تھا پھر اپنے متعلق فرمایا تھا: مجھے جو بات اب معلوم ہوئی اگر پہلے معلوم ہو جاتی تو میں اپنے ساتھ جانور نہ لاتا، بلکہ میں بھی عمرہ کا احرام باندھتا۔ [بخاری: ح/۷۲۲۹، مسلم: ح/۱۲۱۶]

یعنی قربانی کے جانور ساتھ لانے کی وجہ سے آپ ﷺ حج قران کرنے پر مجبور تھے اگر قربانی کے جانور ساتھ نہ ہوتے تو جس طرح آپ ﷺ نے دوسروں کو حج کی نیت کو عمرہ میں بدل دینے کا حکم دیا تھا خود اس پر عمل پیرا ہوتے اور حج قران کی بجائے حج تمتع کرتے۔

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں ہم لوگ حالت احرام میں آپ ﷺ کے ساتھ نکلے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس کے ساتھ قربانی کا جانور رہے وہ احرام ہی میں رہے اور جس کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں ہے وہ احرام اتار دے۔ اسماء فرماتی ہیں کہ میرے پاس قربانی کا جانور نہیں تھا اس لئے میں نے (عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد) احرام کھول دیا جبکہ (میرے شوہر) زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ قربانی کا جانور تھا اس لئے وہ احرام ہی میں رہے۔ [صحیح ابن ماجہ]

یوں تو حج تمتع کی افضلیت پر کافی دلائل ہیں جن سے قطع نظر صرف یہی دو مذکورحدیثیں اس بات کے لئے کافی ہیں کہ حج تمتع افضل ہے کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے اس کی تمنا کی اور نبی اکرم ﷺ سے مفضول چیز کی آرزو محال و ناممکن ہے، پھر آپ ﷺ کا ان تمام لوگوں کو جن کے پاس قربانی کے جانور نہیں تھے حج کی نیت کو عمرہ میں تبدیل کرا دینا بھی اس بات پر بین ثبوت ہے کہ اگر حج قران افضل ہوتا تو آپ ﷺ انہیں مفضول چیز یعنی حج تمتع کا ہرگز حکم نہیں دیتے، پھر اسلام کے اندر آسانی وسہولت ہے اور حجاج کرام کے لئے جو آسانیاں حج تمتع میں ہیں وہ حج قران میں نہیں ہیں۔ حج قران والے میقات پر احرام باندھنے کے بعد سے لے کر ذوالحجہ کی دس تاریخ کو جمرہ عقبہ کی رمی اور بال منڈانے کے بعد ہی اپنا احرام کھول سکتے ہیں، اتنے دنوں تک انہیں احرام کی پابندیوں میں رہنا ہے جو بیحد مشکل ہے، حج تمتع کے افضل ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اس میں حج قران کی بہ نسبت اعمال بھی زیادہ ہیں اس میں تین طواف اور دو سعی ہے اور دو بار احرام باندھنا پڑتا ہے اور دو بار حلق یا قصر کرنا پڑتا ہے، جبکہ حج قران میں دو طواف اور ایک ہی سعی اور ایک ہی بار بال کٹوانا پڑتا ہے اور ایک ہی بار احرام باندھنا پڑتا ہے۔

حج تمتع کی نیت رکھنے والا اگر حج کے مہینوں میں عمرہ ادا کرنے کے بعد اپنے ملک یا

اپنے شہر واپس چلا جائے تو اس پر حج تمتع ضروری نہیں ہے اگر وہ اسی سال حج تمتع کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے دوسرا عمرہ کرنا ہوگا، کیونکہ حج تمتع کے لئے ایک ہی سفر میں عمرہ وحج ادا کرنا ضروری ہے، اسی طرح حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے والے پر حج کرنا بھی ضروری نہیں ہوتا اگر وہ حج نہ کرنا چاہتا ہو تو کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ حج کے لئے استطاعت شرط ہے اگر استطاعت نہیں ہے تو حج فرض نہیں ہوتا۔

2-حج اور عمرہ کا ایک ساتھ احرام باندھنا: اسے قِران کہا جاتا ہے اس کی صورت یہ ہے کہ میقات پر لباس احرام پہننے کے بعد عمرہ وحج دونوں کی نیت سے ”لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ عُمْرَةً وَّحَجّاً“ یا: ”اَللَّهُمَّ لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجّاً“ کہیں، مکہ مکرمہ پہنچنے پر اگر وقت ہے تو خانہ کعبہ کا طواف کریں اور صفا ومروہ کی سعی بھی کرلیں لیکن بال نہ کٹائیں یعنی حالت احرام ہی میں رہیں، اور اگر چاہیں تو سعی کو طواف افاضہ تک موخر کردیں، اور اگر وقت نہیں ہے تو طواف وسعی نہ کریں، سیدھے آٹھویں ذی الحجہ کو منی کے لئے روانہ ہوجائیں عرفات ومزدلفہ جائیں پھر ذی الحجہ کی دس تاریخ کو تحلل اول کے بعد یعنی جمرہ عقبہ کی رمی اور بال منڈانے کے بعد احرام کھول دیں، اس کے بعد حج کے بقیہ سارے اعمال کریں، قران والوں کے ساتھ اگر قربانی کا جانور نہیں ہے تو ان کے لئے افضل یہ ہے کہ حج قران کی نیت کو عمرہ میں تبدیل کردیں یعنی طواف وسعی کے بعد بال کٹوا کر حلال ہوجائیں پھر آٹھویں ذی الحجہ کو اپنی رہائش گاہ سے صرف حج کا احرام باندھیں نبی اکرم ﷺ نے ان صحابہ کرام کو جن کے پاس قربانی کے جانور نہیں تھے اسی بات کا کئی بار حکم دیا تھا، آخری بار صفا ومروہ کی سعی کے بعد اس کا حکم دیا تھا۔

3-صرف حج کا احرام باندھنا: اسے اِفراد کہا جاتا ہے یعنی صرف حج کی نیت سے میقات پر لباس احرام پہننے کے بعد ”لَبَّيْكَ حَجّاً“ یا: ”اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ حَجّاً“ کہیں، حج افراد

کا وہی طریقہ ہے جو حج قران کا ہے دونوں میں نیت اور قربانی کے سوا کوئی اور فرق نہیں ہے، حج قران میں قربانی دینا واجب جبکہ حج افراد میں مستحب ہے واجب نہیں۔

ضروری تنبیہ! احرام کا مطلب ہے: میقات سے عمرہ یا حج میں داخل ہونے کا دل سے ارادہ کرنا جس کے لئے ’’لبیک اللھم عمرۃ‘‘ یا ’’لبیک اللھم حجۃً‘‘ کہنا مسنون ہوتا ہے، احرام کپڑوں کا نام نہیں ہے، مرد کا دوسفید چادر پہننا یہ احرام نہیں ہے اسے آپ اپنے ملک اور شہر میں بھی پہن سکتے ہیں، اس کے پہننے سے کوئی احرام کی حالت میں نہیں ہو جاتا، اسی لئے عورتوں کا کوئی لباس احرام نہیں ہوتا وہ سلے ہوئے کپڑوں ہی میں احرام باندھتی ہیں حالانکہ وہ بھی احرام کی حالت میں ہوتی ہیں، مرد کے لئے دوسفید چادر یہ صرف ظاہر کرتے ہیں کہ یہ شخص ایسی حالت میں ہے جس میں کچھ چیزیں اس کے لئے منع ہیں، جبکہ عورت کے حالت احرام کو ظاہر کرنے والی کوئی چیز نہیں ہوتی، اس سے معلوم ہوا کہ احرام ایک حالت (کنڈیشن) کا نام ہے جس کی شروعات میقات پر پہنچنے کے بعد حج یا عمرہ کی عبادت میں داخل ہونے کے ارادہ سے ہوتی ہے جس میں کچھ چیزوں کا ارتکاب جیسے خوشبو لگانا، ناخن یا بال کاٹنا، شکار کرنا، میاں بیوی کے آپسی تعلقات قائم کرنا، مرد کے لئے سلے ہوئے کپڑے پہننا، سر اور چہرہ ڈھانکنا وغیرہ وغیرہ، یہ ساری چیزیں اس وقت تک منع ہوتی ہیں جب تک وہ عمرہ میں طواف وسعی، اور حج میں جمرہ عقبہ کی رمی کرکے اپنے سر کے بال نہ منڈالے یا نہ کٹالے، اگر اس نے بال منڈالیا یا کٹالیا تو احرام کی حالت سے نکل گیا، اب اس کے لئے جو چیزیں حالت احرام میں ہونے کی وجہ سے منع تھیں وہ جائز ہوگئیں، گرچہ اس نے دونوں سفید چادروں کو جسم سے نہ اتارا ہو، اسی طرح جب عورت انگلی کے ایک پور کے برابر سر کے بال کاٹ لیتی ہی تو اس پر بھی احرام کی وجہ سے جو چیزیں حرام تھیں حلال ہو جاتی ہیں۔ یہ بڑی اہم بات ہے اس کو ذہن نشین کرلو۔

میقات پر پہنچنے کے بعد

مرد وعورت دونوں کے لئے غسل کرنا مستحب ہے، حیض ونفاس والی عورتوں کو بھی غسل کرنا چاہئے اللہ کے رسول ﷺ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیوی اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کو محمد بن ابی بکر کی پیدائش پر غسل کرکے احرام باندھنے کا حکم دیا تھا۔ [صحیح مسلم: ح/۱۲۰۹]

احرام باندھنے سے پہلے مرد حضرات کا جسم پر خوشبو لگانا مستحب ہے، احرام کے بعد بھی اگر خوشبو باقی رہتی ہے تو کوئی حرج نہیں ہے، عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جب اللہ کے رسول ﷺ احرام باندھنا چاہتے جو خوشبو میسر ہوتی استعمال کرتے میں آپ کے سر کے بال اور داڑھی میں خوشبو کی چمک محسوس کرتی تھی۔ [صحیح بخاری: 1/266 مسلم: ح/۱۱۸۹]

مرد کا لباسِ احرام دو سفید چادر ہے، اگر کسی کو احرام کے لئے دو سفید چادر نہ ملے تو پائجامہ اور اگر جوتے نہ ملیں تو موزہ استعمال کرسکتا ہے، جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جسے (احرام کے لئے) جوتے نہ ملیں وہ موزے اور جسے چادر نہ ملے وہ پائجامہ پہن لے"۔ [صحیح بخاری: ح/۱۸۴۱، ۱۸۴۳ و صحیح مسلم: ح/۱۱۷۹]

خواتین کے احرام کے لئے کوئی مخصوص کپڑا نہیں ہے، ان کے روزمرہ کا لباس ہی احرام کا لباس ہوتا ہے۔

عورتوں کے لئے ہاتھوں میں دستانہ پہننا اور چہروں پر نقاب (نوز پیس) باندھنا منع ہے، البتہ موزہ پہن سکتی ہیں، اسی طرح اجنبی لوگوں کے سامنے اپنے چہرے کو دوپٹہ یا بڑی چادر وغیرہ سے ڈھانکنا ضروری ہوگا ان دونوں کی دلیل یہ ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے عورتوں کو موزہ پہننے کی رخصت دی ہے۔ [ابوداود: ح/۱۸۲۷، ۱۸۳۱، صحیح ابی داود: ۱/ ۳۴۵]

فاطمہ بنت منذر رحمہا اللہ فرماتی ہیں کہ ہم حالت احرام میں اسماء بنت ابی بکر (رضی اللہ عنہا) کے ساتھ ہوتے تو اپنے چہروں کو ڈھانک لیا کرتے تھے ۔ [موطا امام مالک: ۱/ ۳۲۸، حاکم: ۱/ ۴۵۴، امام البانی نے سند کو صحیح قرار دیا ہے إرواء الغلیل: ۴/ ۲۱۲]

ضروری تنبیہ! احرام کی نیت سے دو رکعت نفل ادا کرنا سنت سے ثابت نہیں ہے، نماز ایک عبادت ہے اور عبادات توقیفی ہوتی ہیں یعنی کتاب اللہ یا سنت رسول ﷺ سے ان کا ثبوت ہونا چاہیئے، جس طرح عید گاہ میں عید کی دو رکعت نماز کے علاوہ کوئی نماز نہیں، صفا ومروہ کی سعی کے بعد کوئی نماز نہیں، بال منڈانے یا کتروانے کے بعد کوئی نماز نہیں، عقیقہ وختنہ کی کوئی نماز نہیں ایسے ہی احرام کی نیت سے دو رکعت نماز ادا کرنا اس کا نہ نبی اکرم ﷺ سے کوئی ثبوت ہے اور نہ ہی صحابہ کرام وسلف صالحین سے، ہاں احرام باندھتے وقت اگر کسی فرض صلاۃ کا وقت ہے تو وہ صلاۃ ادا کریں گے، حجۃ الوداع میں نبی اکرم ﷺ مدینہ سے ظہر کی نماز پڑھ کر نکلے، ذوالحلیفہ پہنچے تو عصر کا وقت ہوگیا، عصر کی دو رکعت صلاۃ پڑھی اور رات بھر خیمہ زن رہے، پھر ظہر کی نماز سے پہلے آپ نے احرام کے لئے غسل فرمایا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے جسم اطہر، سر مبارک اور داڑھی میں خوشبو لگائی، آپ نے احرام کا لباس پہنا، دو دو کر کے ظہر وعصر کی نماز پڑھی اور پھر حج قران کا احرام باندھا، آپ ﷺ نے احرام کی کوئی نماز نہیں پڑھی، اسی طرح آپ ﷺ نے تین اور عمرے کئے لیکن کسی بھی عمرہ میں آپ ﷺ نے احرام کی کوئی نماز نہیں پڑھی۔

اگر عمرہ یا حج تمتع کی نیت ہے تو یہ کہیں: **لَبَّيْكَ عُمْرَةً** یا : **اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ عُمْرَةً**، اور اگر حج افراد کی نیت ہے تو: **لَبَّيْكَ حَجّاً** یا : **اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ حَجّاً** کہیں، اور اگر حج وعمرہ دونوں (یعنی قران) کی نیت ہے تو: **لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَّحَجّاً** یا: **اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجّاً** کہیں۔ اور اگر کسی دوسرے کی طرف سے حج یا عمرہ کا ارادہ ہو تو اس کا نام لیں

مثال کے طور پر یہ کہیں: (لَبَّیْکَ حَجَّةً عَنْ خَالِدٍ) یا (لَبَّیْکَ عُمْرَةً عَنْ خَالِدٍ) اور اگر عورت کی طرف سے حج یا عمرہ کی نیت ہے تو اس کا نام یا کنیت لیں مثال کے طور پر یہ کہیں: لَبَّیْکَ حَجَّةً عَنْ عَائِشَةَ یا: لَبَّیْکَ حَجَّةً عَنْ أُمِّ عَبْدِ اللَّهِ یا: (لَبَّیْکَ عُمْرَةً عَنْ عَائِشَةَ) یا: (لَبَّیْکَ عُمْرَةً عَنْ أُمِّ عَبْدِ اللهِ)

عمرہ ہو یا حج یا کوئی اور عبادت زبان سے نیت کرنا بدعت ہے، ''لبیک عمرۃ یا حجۃ'' کہنا یہ نیت نہیں ہے بلکہ حج یا عمرہ میں داخل ہونے کا ذکر ہے کیونکہ حج وعمرہ کی نیت تو سفر شروع کرنے سے قبل ہی رہتی ہے لیکن جب تک بندہ میقات پر پہنچ کر حج یا عمرہ میں داخل ہونے کا ارادہ نہ کرے اس کے اوپر ممنوعات احرام میں سے کوئی چیز حرام نہیں ہوتی ہے گرچہ اس کی نیت سفر سے پہلے ہی سے رہتی ہے۔

مرد کے لئے احرام باندھنے کے بعد بآواز بلند کثرت سے تلبیہ پکارنا مسنون ہے، تلبیہ کے الفاظ یہ ہیں: ''لَبَّیْکَ، اللَّهُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَاْ شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ، لَاْ شَرِیْکَ لَکَ'' ترجمہ: اے اللہ میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں، ہر طرح کی حمد ونعمتیں تیری ہیں، تیری ہی بادشاہت ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔ [بخاری ومسلم]

احرام کے وقت اضطباع یعنی چادر کو دائیں کندھے کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈالنا درست نہیں ہے، اضطباع مکہ پہنچنے کے بعد صرف طواف قدوم (پہلے طواف) میں مسنون ہے، عام حالات بالخصوص صلاتوں میں دونوں کندھوں کو احرام کی چادروں سے ڈھانکنا ضروری ہے، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''لَا یُصَلِّیَنَّ أَحَدُکُمْ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَیْسَ عَلَی عَاتِقِهِ شَيْءٌ''.

ترجمہ: ''تم میں سے کوئی شخص ایک کپڑے میں اس طرح صلاۃ نہ پڑھے کہ اس کے

کندھے پر کچھ نہ ہو“۔ [صحیح بخاری: ح/ ۳۵۹]

اگر بیماری یا کسی اور وجہ سے حج یا عمرہ پورا نہ کرنے کا کسی کو اندیشہ ہو اور احرام باندھتے وقت یہ شرط لگالے کہ اگر بیماری بڑھ گئی تو میں وہیں احرام کھول دوں گا یعنی یہ کہے: **”اللَّهُمَّ مَحِلِّيْ حَيْثُ حَبَسْتَنِيْ“** یعنی: ”اے اللہ جہاں تو نے مجھے روک دیا وہی میرے حلال ہونے کی جگہ ہے“ تو ایسے شخص پر حج یا عمرہ ادا کرنے سے قبل احرام کھولنے پر کوئی فدیہ و دم نہیں ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے ضباعۃ بنت الزبیر رضی اللہ عنہا جو بیمار تھیں اُن کو حکم دیا تھا کہ وہ احرام باندھتے وقت شرط لگا لیں۔ [بخاری، مسلم: ح/ ۱۲۰۷]

ممنوعات احرام

حج اور عمرہ کرنے والے پر حالت احرام میں جن امور کا کرنا منع ہوتا ہے اسے **ممنوعات احرام** کہا جاتا ہے، ان کی درج ذیل تین قسمیں ہیں:

پہلی قسم: وہ امور جو مرد و عورت دونوں پر حرام ہیں:

۱- بلا عذر اور جان بوجھ کر سر کے بال مونڈنا یا کاٹنا:

ارشاد باری تعالی ہے: ﴿وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ﴾ [البقرة: ۱۹۶]

یعنی: اپنے سر نہ منڈاؤ جب تک کہ قربانی کا جانور قربان گاہ تک نہ پہنچ جائے۔

علماء کرام نے اس میں جسم کے کسی بھی حصہ سے بال کاٹنے یا اکھیڑنے اسی طرح ناخن تراشنے کو بھی شامل کیا ہے، ہاں اگر بال یا ناخن خود بخود گر جائیں یا غسل کے دوران یا سر پر مسح کے وقت بال گر جائیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

۲- بلا عذر اور جان بوجھ کر جسم پر یا احرام کے کپڑوں میں خوشبو لگانا: نبی اکرم ﷺ نے اس شخص کے بارے میں جسے اس کی اونٹنی نے روند دیا اور اس کی وفات ہوگئی تھی فرمایا:

"اغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَكَفِّنُوْهُ فِي ثَوْبَيْهِ وَلَا تَمَسُّوْهُ بِطِيْبٍ وَّلَا تُخَمِّرُوْا رَأْسَهُ" [بخاری ومسلم، الفاظ صحیح مسلم کے ہیں]

ترجمہ: اسے پانی میں بیر کی پتیاں ملا کر غسل دو، اس کے احرام کے کپڑوں میں کفن دو، اور اسے خوشبو نہ لگاؤ اور نہ ہی اس کے سر کو ڈھانکو۔

۳- خشکی کا شکار کرنا (جیسے ہرن، نیل گائے، خرگوش، حلال پرندے وغیرہ) یا شکاری کی مدد کرنا: ارشاد باری ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَقْتُلُواْ ٱلصَّيْدَ وَأَنتُمْ حُرُمٌ﴾ [المائدۃ:۹۵]

یعنی: اے ایمان والو! حالت احرام میں شکار نہ کرو۔

اور فرمایا: ﴿وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ ٱلْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا﴾ [المائدۃ:۹۶]

یعنی: جب تک تم حالت احرام میں رہو تمہارے اوپر خشکی کا شکار حرام قرار دے دیا گیا ہے۔

وضاحت: حدود حرم میں شکار کرنا، شکار کو بھڑکانا ایسے ہی قدرتی یعنی خود بخود اُگنے والے درختوں کا کاٹنا سب پر اور ہمیشہ کے لئے حرام ہے گرچہ وہاں کا باشندہ ہی کیوں نہ ہو اس کا احرام یا حج وعمرہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

۴- نکاح کرنا، کروانا یا شادی کا پیغام بھیجنا: اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے: "لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يُنْكِحُ وَلَا يَخْطُبُ" ترجمہ: محرم نہ نکاح کرسکتا ہے اور نہ کرواسکتا ہے اور نہ ہی شادی کا پیغام بھیج سکتا ہے۔ [مسلم: ح ۱۴۰۹]

۵- جماع کرنا: ارشاد ربانی ہے: ﴿ٱلْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَٰتٌ ۚ فَمَن فَرَضَ فِيهِنَّ ٱلْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِى ٱلْحَجِّ﴾ [البقرۃ:۱۹۷]

یعنی: حج کے چند معلوم مہینے ہیں، جو ان مہینوں میں حج کرے وہ اپنی بیوی سے میل

ملاپ، فسق وفجور اور جدال سے دور رہے۔

دوسری قسم: وہ امور جو صرف مردوں پر حرام ہیں وہ درج ذیل ہیں:

ا- جان بوجھ کر اور بلا کسی شرعی عذر کے سلے ہوئے کپڑے پہننا: جیسے شرٹ، کرتا پائجامہ، کوٹ، موزہ، جرابیں، بنیاین، سوئٹر اور دستانہ وغیرہ۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ محرم کون سے کپڑے پہنے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **"لَایَلْبَسُ الْقَمِيْصَ، وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيْلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ"** [بخاری: ح/١٥٤٢، مسلم: ح/١١٧٧]

ترجمہ: قمیص، شرٹ، پگڑی، پائجامہ، ٹوپی دار جبہ اور موزہ نہ پہنے۔

برنس: ایسے جبہ کو کہا جاتا ہے جس میں ٹوپی بھی ہوتی ہے، یہ منع ہے ویسے ہر طرح کا جبہ پہننا مرد کے لئے منع ہے خواہ اس میں ٹوپی ہو یا نہ ہو، اس لئے کہ وہ سلا ہوا ہوتا ہے۔

وضاحت: سلے ہوئے کپڑے سے مراد وہ کپڑے ہیں جو انسان کے جسم کے سائز کے مطابق سلے یا دھاگوں سے بنے جاتے ہیں جیسے شرٹ، کرتا پائجامہ، سوئٹر، بنیاین اور جرابیں وغیرہ، سوئٹرز اور جرابیں سلی نہیں جاتیں بلکہ دھاگوں سے بنی جاتی ہیں چونکہ وہ جسم کے سائز کے مطابق ہوتی ہیں اس لئے ان کا پہننا بھی مرد حضرات کے لئے منع ہے۔

لہذا ایسی چیزوں کا استعمال جائز ہے جس میں گرچہ تھوڑی بہت سلائی ہو لیکن وہ انسان کے جسم کی سائز کے مطابق نہ ہوں جیسے سلا ہوا بیلٹ یا پٹے والی گھڑی، یا سلی ہوئی چپل وغیرہ۔

٢- مرد حضرات کا اپنا سر یا چہرہ جان بوجھ کر اور بلا کسی شرعی عذر کے متصل چیز جیسے ٹوپی، پگڑی، رومال وغیرہ سے ڈھانکنا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کے متعلق جسے اس کی اونٹنی نے کچل دیا تھا پھر اس کی وفات ہوگئی تھی فرمایا: **" لَا تُخَمِّرُوْا رَأسَهُ وَلَا وَجْهَهُ فَاِنَّهُ**

يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا‘‘[مسلم:ح/۲۸۹۶(۱۲۰۶)]

ترجمہ:اس کے سر اور چہرے کو نہ ڈھانکو وہ قیامت کے دن تلبیہ پکارتے ہوئے اٹھے گا۔

سائے کے لئے چھتری ،خیمہ یا گاڑی کی چھت استعمال کر سکتے ہیں جب آپ ﷺ جمرہ عقبہ کی رمی کر رہے تھے اس وقت اسامہ و بلال رضی اللہ عنہما آپ کے ساتھ تھے ایک اونٹنی کی نکیل تھامے ہوئے تھے جبکہ دوسرے سر کے اوپر کپڑا سے سایہ کر کے آپ ﷺ کو دھوپ سے بچا رہے تھے۔[مسلم:ح/۱۲۹۸]اسی طرح آپ ﷺ کے لئے عرفات میں خیمہ لگایا گیا تھا۔

تیسری قسم: جو صرف عورتوں پر حرام ہے وہ دو چیزیں ہیں:

۱- نقاب پہننا (جسے آج کی اصطلاح میں نوز پیس کہا جاتا ہے جس سے عورت اپنا چہرہ ڈھانکتی ہے اور اس میں دونوں آنکھوں کی جگہ پر سوراخ ہوتے ہیں)

۲- دستانہ پہننا [بخاری:ح/۱۸۳۸]

البتہ اجنبی مردوں کے سامنے چہرے کو دوپٹہ وغیرہ سے ڈھانکنا ضروری ہے، فاطمہ بنت منذر رحمہا اللہ فرماتی ہیں کہ ہم حالت احرام میں اسماء بنت ابی بکر (رضی اللہ عنہا) کے ساتھ ہوتے تو اپنے چہروں کو ڈھانک لیا کرتے تھے۔[مؤطا امام مالک:۱/۳۲۸،حاکم۱/۴۵۴، امام البانی نے سند کو صحیح قرار دیا ہے ارواء الغلیل:۴/۲۱۲]

فدیہ (دَم) کے مسائل

ممنوعات احرام کے ارتکاب کی تین صورتیں ہیں:

۱- بلا عذر کسی ممنوع چیز کا ارتکاب کرنا: اس صورت میں گناہ بھی ہے ساتھ ہی ساتھ فدیہ (دَم) بھی ہے۔

۲- ضرورت کے تحت کسی ممنوع چیز کا ارتکاب کرنا مثلاً مرض کی وجہ سے سر منڈوانا

یا سخت سردی سے حفاظت کے لئے سلے ہوئے کپڑے پہننا: ایسا کرنا جائز ہے البتہ فدیہ دینا ہوگا۔

۳- لاعلمی، بھول چوک یا کسی کی زبردستی کی وجہ سے کسی ممنوع چیز کاارتکاب کرنا اس صورت میں نہ گناہ ہے اور نہ ہی فدیہ، ارشاد ربانی ہے: ﴿وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَآ أَخْطَأْتُم بِهِۦ وَلَٰكِن مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ﴾ [الاحزاب:۵]

یعنی: بھول چوک پر کوئی گناہ نہیں ہے گناہ اس میں ہے جو تم جان بوجھ کر کرو۔

ایسے شخص کو یاد آجانے یا بتانے کے بعد فوراً اس کام سے باز آجانا چاہئے، اگر سستی یا اصرار کرتا ہے تو اسے فدیہ دینا ضروری ہو جائے گا۔

فدیہ کی مقدار

حاجی یا عمرہ کرنے والا ممنوعات احرام میں سے جان بوجھ کر اگر کسی کا ارتکاب کرتا ہے تو اسے درذیل تین چیزوں میں سے کوئی ایک کرنا ضروری ہے۔

(۱) حدود حرم میں جانور ذبح کرکے اس کا گوشت وہاں کے فقراء ومساکین میں تقسیم کرے، واضح رہے کہ اس کے لئے یہ گوشت کھانا جائز نہیں ہے۔

(۲) اگر اس کی طاقت نہ ہو تو چھ مسکینوں کو ایک وقت کا کھانا کھلائے۔

(۳) اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو تین دن کے صوم (روزے) رکھے، لگاتار رکھے یا ناغہ کرکے کوئی حرج نہیں ہے۔

حالت احرام میں جائز امور

(۱) سر ملنا، دھلنا، کھجلانا اور غسل کرنا جائز ہے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا

کہ کیا محرم بدن کو کھجلا سکتا ہے؟ کہا: ہاں بلکہ زور سے کھجلائے۔ [صحیح بخاری]

(۲) زہریلے اور ایذا دینے والے جانوروں کو مارنا حتی کہ حرم میں بھی مارنا جائز ہے، عائشۃ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَابِّ كُلُّهُنَّ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ: الْعَقْرَبُ، وَالْحِدْأَةُ، وَالْغُرَابُ، وَالْفَأْرَةُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ. وَفِي رِوَايَةِ مُسْلِمٍ: الْحَيَّةُ“ [بخاری: ح / ۱۸۲۹، مسلم ح / ۱۱۹۸]

ترجمہ: پانچ موذی جانوروں کو ہر جگہ مارا جائے گا بچھو، چیل، کوا، چوہیا (چوہا) پاگل کتا۔ اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے: سانپ بھی۔

(۳) مرد حضرات کے لئے چادر نہ ملنے پر پائجامہ اور جوتا نہ ملنے پر موزہ پہننا جائز ہے۔

(۴) احرام کی چادروں کو دھلنا اور تبدیل کرنا جائز ہے۔

(۵) حاجت پر حجامہ لگوانا، اسی طرح مرہم پٹی کرنا جائز ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے حالت احرام میں حجامہ کروایا۔ [صحیح بخاری]

(٦) بیلٹ، گھڑی، چشمہ وغیرہ کا استعمال جائز ہے۔ عطاء رحمہ اللہ کہتے ہیں: محرم انگوٹھی پہن سکتا ہے اور بیلٹ باندھ سکتا ہے۔ [صحیح بخاری]

(۷) تیل، صابون، لوشن، کریم وغیرہ استعمال کرنا جائز ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: محرم، ریحان (ایک قسم کا پودا، جسے ہندی میں تلسی کہا جاتا ہے) سونگھ سکتا ہے، آئینہ دیکھ سکتا ہے اور جو چیز کھاتا ہے اس سے دوا وعلاج بھی کرسکتا ہے۔

(۸) خیمہ، چھت یا چھتری سے سایہ حاصل کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے، آپ ﷺ کے لئے منی اور عرفات میں باقاعدہ خیمہ لگایا گیا تھا۔

ارکان حج

1-دل سے حج کی نیت اور اس کا ارادہ کرنا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے :"إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ"[بخاری ومسلم وغیرہ] ترجمہ: اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

2-عرفہ میں وقوف کرنا، ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:"الْحَجُّ عَرَفَةُ" عرفہ ہی حج ہے۔[سنن اربعہ، ارواء الغلیل: ۴/ ۲۵۶]

3-طواف افاضہ کرنا(طوافِ زیارت اور طواف حج بھی کہتے ہیں): ارشاد ربانی ہے:

﴿وَلْيَطَّوَّفُوا۟ بِٱلْبَيْتِ ٱلْعَتِيقِ﴾[الحج:۲۹]

اور چاہیے کہ بیت عتیق (خانہ کعبہ) کا طواف کریں۔

4-صفا ومروہ کے درمیان سعی کرنا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: "اسْعَوْا فَإِنَّ اللَّهَ كَتَبَ عَلَيْكُمُ السَّعْىَ" ترجمہ: تم (صفا ومروہ کی) سعی کرو اللہ نے اسے تم پر لازم کر دیا ہے۔[مسند احمد: ۶/ ۴۲۱، سنن ابن ماجہ)

عائشہ رضی اللہ عنہا قسم کھا کر فرمایا کرتی تھیں اس شخص کا حج نہیں ہوگا جس نے صفا ومروہ کی سعی نہیں کی۔[بخاری، مسلم]

واجبات حج

1-میقات سے احرام باندھنا (یعنی میقات سے حج میں داخل ہونے کا دل سے ارادہ کرنا) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میقات بیان کرنے کے بعد فرمایا: یہ مواقیت وہاں کے مقیم لوگوں کے لئے بھی ہیں اور باہر سے آنے والے لوگوں کے لئے بھی بشرطیکہ حج یا عمرہ کا ارادہ ہو۔

2-نویں ذی الحجہ کو غروب آفتاب تک عرفات میں وقوف کرنا۔

3-دسویں ذی الحجہ کی رات مزدلفہ میں گذارنا۔

4-ایام تشریق کی راتیں منی میں گذارنا، آپ ﷺ نے حجاج کرام کو پانی پلانے والوں اور چرواہوں کو منی میں رات نہ گذارنے کی رخصت دی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ ایام تشریق کی راتوں کو منی میں گذارنا واجب ہے ورنہ رخصت دینے کی ضرورت نہ پڑتی۔

5- جمرات کو ترتیب کے ساتھ کنکریاں مارنا، دسویں ذی الحجہ کو صرف جمرۃ العقبہ اور ایام تشریق میں گیارہ بارہ اور تیرہ کو تینوں جمرات کو ترتیب سے کنکری مارنا۔

6- حلق یا قصر، (سر کے بال منڈوانا یا بال کٹانا) ارشاد باری تعالی ہے: ﴿مُحَلِّقِينَ رُءُوسَكُمْ وَمُقَصِّرِينَ﴾ [الفتح: ۲۷] یعنی: سر کے بال منڈواتے اور کتراتے ہوئے۔

7-طواف وداع: ارشاد نبوی ہے: "وَلَايَنْفِرَنَّ أَحَدٌ حَتَّى يَكُوْنَ آخِرُ عَهْدِهِ بِالْبَيْتِ" [مسلم: ح/ ۱۳۲۷]

ترجمہ: جب تک بیت اللہ کا آخری طواف نہ کرلے کوئی (مکہ سے) نہ جائے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں لوگوں کو طواف وداع کا حکم دیا گیا ہے البتہ حائضہ عورتوں کے لئے رخصت ہے۔ [بخاری: ح/ ۱۷۵۵، مسلم: ح/ ۱۳۲۸]

8-حج تمتع اور حج قران کرنے والوں پر قربانی واجب ہے۔

وضاحت: مذکورہ اعمال کے علاوہ جو اعمال ہیں وہ سنت کہلاتے ہیں جیسے تلبیہ پکارنا، حجر اسود کو بوسہ دینا، طواف قدوم کے شروع کے تین چکروں میں رمل کرنا، طواف قدوم میں اضطباع کرنا، آب زمزم پینا، طواف کے ہر چکر میں اللہ اکبر کہنا وغیرہ وغیرہ۔

رکن چھوٹنے پر حج باطل ہو جاتا ہے اور واجب چھوٹنے پر ایک دم (فدیہ) لازم آتا ہے یعنی مکہ مکرمہ میں ایک بکری ذبح کرنی پڑتی ہے اور اس کا سارا گوشت وہاں کے فقراء ومساکین میں تقسیم کرنا پڑتا ہے، جبکہ سنت چھوٹ جانے پر کوئی فدیہ نہیں ہے۔

مکہ مکرمہ کی چند فضیلتیں

مکہ مکرمہ روئے زمین میں سب سے افضل شہر ہے جب آپ ﷺ ہجرت کر رہے تھے اس وقت آپ کی زبان مبارک پر یہ کلمات رواں دواں تھے: "وَاللَّهِ إِنَّكِ لَخَيْرُ أَرْضِ اللَّهِ وَأَحَبُّ أَرْضِ اللَّهِ إِلَى اللَّهِ وَلَوْلَا أَنِّي أُخْرَجْتُ مِنْكِ مَا خَرَجْتُ" اللہ کی قسم (اے مکہ) تو اللہ کی ساری زمین سے بہتر ہے اور اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے، اگر مجھے یہاں سے نہ نکالا جاتا تو میں کبھی بھی نہ نکلتا۔ [سنن ترمذی: ۳۹۲۵، ابن ماجہ: ۳۱۰۸]

مکہ مکرمہ رحمت کائنات نبی کریم ﷺ کا مولد ومنشا ہے، آپ ﷺ نے اپنی ترسٹھ سالہ عمر مبارک میں ترپن سال اسی شہر کی گلیوں میں گذارا ہے، اسی مبارک شہر میں کعبہ مشرفہ اور دیگر مقدس مقامات ہیں، یہیں آپ ﷺ کو نبوت ورسالت سے سرفراز کیا گیا، اسے اللہ رب العالمین نے آسمان وزمین کی تخلیق کے وقت ہی حرام قرار دے دیا تھا، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا: اللہ تعالی نے آسمان وزمین کی تخلیق کے دن ہی اس شہر کو حرام قرار دیا ہے، وہ اللہ کے حرام کرنے کی وجہ سے قیامت تک حرام رہے گا، مجھ سے پہلے کسی کے لئے اس شہر میں قتال حلال نہیں ہوا اور میرے لئے بھی دن میں صرف ایک گھڑی کے لئے حلال ہوا۔ پس وہ اللہ کے حرام کرنے کی وجہ سے قیامت تک حرام رہے گا لہٰذا اس کے درخت کے کانٹوں کو نہ توڑا جائے اور نہ ہی اس کے شکار کو بھگایا جائے اور نہ ہی وہاں کی گری پڑی چیز اٹھائی جائے ہاں وہ شخص اٹھا سکتا ہے جو اس کے مالک تک پہنچائے، اس کی گھاس نہ کاٹی جائے، عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ "اذخر" یہ تو لوگوں کے چولہوں اور گھروں میں استعمال ہوتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی اجازت ہے"۔ [مسلم: ح ر ۱۳۵۳]

دجال، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں داخل نہیں ہو سکے گا، انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: مکہ اور مدینہ کے سوا کوئی ایسا شہر نہیں ہے جہاں دجال کا گذر نہ ہو، ان کے تمام راستوں پر فرشتے صف بہ صف پہرہ دے رہے ہیں۔ [بخاری: ح/۱۸۸۱]

مکہ مکرمہ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہاں ہر وقت صلاۃ وطواف جائز ہے، جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''اے بنی عبد مناف! دن اور رات کے کسی بھی وقت میں جو یہاں طواف کرنا یا صلاۃ پڑھنا چاہے اسے مت روکنا''۔
[ابوداؤد، نسائی، سنن ترمذی ح/۸۶۸ وقال حدیث حسن صحیح، وسنن دارمی، دیکھئے: صحیح ابوداود: ۱۶۵۵]

طواف کعبہ مشرفہ

طواف شروع کرنے سے قبل تلبیہ پکارنا بند کردیں، طواف کے لئے وضو ضروری ہے، آپ ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو حیض کی وجہ سے بیت اللہ کا طواف کرنے سے اس وقت تک منع کردیا تھا جب تک وہ پاک ہونے کے بعد غسل نہ کرلیں۔ [بخاری: ح/ ۲۹۴، ۱۶۵۰، مسلم: ۲/ ۸۷۴]

عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے مکہ آنے کے بعد سب سے پہلا کام وضو کیا پھر بیت اللہ کا طواف کیا۔ [بخاری: ح/۱۶۴۱، مسلم: ۲/ ۹۰۶]

طواف کی ابتداء حجر اسود سے ہوتی ہے اگر بآسانی ممکن ہو تو اسے بوسہ دے کر طواف شروع کریں البتہ اس کے لئے لوگوں کو دھکے دینا یا تکلیف میں ڈالنا مناسب نہیں ہے، بوسہ کے وقت ''بسم اللہ، اللہ اکبر'' یا صرف ''اللہ اکبر'' کہیں، اگر حجر اسود کو بوسہ دینے میں مشقت ہو تو اسے ہاتھ یا ڈنڈے سے چھوئیں پھر اسے چوم لیں۔ [صحیح مسلم]

ابن عمر رضی اللہ عنہما جب حجر اسود کو چومتے تو ''بسم اللہ، اللہ اکبر'' کہتے ۔[صححه الحافظ ابن حجر في التلخيص الحبير ۲/ ۲۴۷]

اگر اس میں بھی مشقت ہو تو صرف اپنے داہنے ہاتھ سے ایک بار اشارہ کریں اور ''اللہ اکبر'' کہیں لیکن ہاتھ کو نہ چومیں پھر طواف شروع کر دیں، اسی طرح سات چکر لگائیں ہر چکر کی ابتدا وانتہاء حجر اسود پر ہوگی ، جب رکن یمانی کے پاس پہنچیں تو اگر اژدحام نہ ہو تو صرف داہنے ہاتھ سے اسے چھولیں لیکن اسے بوسہ نہ دیں اور نہ ہی ہاتھ کو چومیں اور اگر اس کا چھونا مشکل ہو تو اپنا طواف جاری رکھیں اس کی طرف اشارہ کرنا یا چلتے ہوئے اللہ اکبر کہنا درست نہیں ہے، البتہ حجر اسود کے پاس جب جب پہنچیں تو ہر چکر میں اس کی طرف داہنے ہاتھ سے ایک بار اشارہ کریں اور ''اللہ اکبر'' کہیں ۔صحیح بخاری میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اونٹ پر سوار ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا جب جب حجر اسود کے پاس سے گذرتے اس کی طرف اس چیز سے جو آپ کے پاس تھی اشارہ کرتے اور ''اللہ اکبر'' کہتے ۔

طواف قدوم (پہلے طواف) میں اضطباع کرنا یعنی احرام کی چادر دائیں کندھے کے نیچے سے بائیں کندھے پر ڈالنا مسنون ہے ۔[ابو داود: ح/ ۱۸۸۳، صحیح ابی داود: ۳/ ۱۵۲]

دوران طواف اگر صلاۃ کا وقت ہو جائے تو کندھا ڈھانک کر صلاۃ پڑھیں، نبی اکرم ﷺ نے کندھا کھول کر صلاۃ پڑھنے سے منع فرمایا ہے ۔[صحیح بخاری]

اس طواف کے شروع کے تین چکروں میں اگر ممکن ہو تو صرف مردوں کے لئے رمل کرنا یعنی اکڑ کر اور چھوٹے چھوٹے قدموں سے کچھ تیز چلنا مستحب ہے، آپ ﷺ نے حجۃ الوداع میں ابتدائی تین چکروں میں حجر اسود سے لے کر حجر اسود تک رمل کیا تھا، جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے شروع کے تین چکروں میں حجر (اسود) سے لے کر حجر (اسود) تک رمل کیا، جبکہ باقی چار چکروں میں عام چال اختیار کیا۔[مسلم: ح/ ۱۲۶۲، سنن

ترمذی:ح/۸۵۷]

ضرورت کی صورت میں ٹرالی، وہیل چیئر یا الیکٹرک گاڑیوں سے طواف کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ”**طُوْفِي مِنْ وَّرَاءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ**“ [بخاری:ح/۱۶۳۳ومسلم:۱۲۷۶] **ترجمہ: لوگوں سے دور رہ کر سوار ہو کر طواف کرو۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود سواری پر بیت اللہ کا طواف کیا۔** [بخاری]

مسجد حرام کے اندر یا اس کی چھت سے طواف کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، طواف کے دوران زیادہ سے زیادہ ذکر واذکار اور دعاؤں میں مشغول رہیں لیکن پست آواز میں تاکہ لوگوں کو تشویش نہ ہو، طواف کے کسی بھی چکر کے لئے کوئی مخصوص دعاء آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وارد نہیں ہے اس لئے جو اذکار یاد ہوں وہ پڑھیں یا اپنی اپنی زبانوں میں دعاء کریں۔

طواف کے ہر چکر میں رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ قرآنی آیت پڑھنا مستحب ہے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے۔ ﴿رَبَّنَآ ءَاتِنَا فِي ٱلدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي ٱلْأٓخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ ٱلنَّارِ﴾[البقرۃ:۲۰۱]

اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں نیکی دے اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں عذاب جہنم سے نجات دے۔ [صحیح سنن ابوداود:۱/ ۳۵۴]

طواف مکمل کرنے کے بعد مقام ابراہیم جاتے ہوئے یہ پڑھنا مسنون ہے: ﴿وَٱتَّخِذُواْ مِن مَّقَامِ إِبْرَٰهِـۧمَ مُصَلًّى﴾[البقرۃ:۱۲۵] یعنی: اور مقام ابراہیم کو مصلی (جائے صلاۃ) بنالو۔

[مسلم:ح/۱۲۱۸، نسائی:۲۹۶۶، ترمذی:ح/۸۶۲]

مقام ابراہیم کو سامنے رکھ کر وہاں دو رکعت ادا کریں، اگر وہاں جگہ نہ ملے تو مسجد حرام کے کسی بھی حصہ میں پڑھ لیں بھیڑ بھاڑ اور مزاحمت کرنا ہرگز صحیح نہیں ہے، مسجد حرام سے باہر بھی پڑھ سکتے ہیں۔ [بخاری:ح/۱۶۲۶]

صلاۃ شروع کرنے سے قبل داہنے کندھے کو ڈھانک لیں، پہلی رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ الکافرون اور دوسری رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ الاخلاص پڑھنا مسنون ہے۔ [مسلم: ح/۱۲۱۸، نسائی: ح/۲۹۶۶]

یاد رہے زبان سے نیت کرنا بدعت ہے۔

وضاحت: مقام ابراہیم سے مراد وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کی تعمیر کی تھی، اس پر ابراہیم علیہ السلام کے قدم کے نشانات ہیں، اس پتھر کو کعبہ مشرفہ کے بغل میں شیشے کے پنجرے میں محفوظ کر دیا گیا ہے جسے ہر حاجی بآسانی دیکھ سکتا ہے، یاد رہے کہ اس کا چومنا چاٹنا یا اس کو سینے سے لگانا جائز نہیں ہے۔

صلاۃ سے فارغ ہونے کے بعد آب زمزم پینا اور اس سے وضو کرنا اور اس کا کچھ حصہ سر پر ڈالنا مستحب ہے۔ [مسند احمد، ارواء الغلیل: ۱/ ۴۴ و ۴/ ۳۲۵]

آب زمزم روئے زمین کا سب سے بہترین اور بابرکت پانی ہے اس میں بیماریوں سے شفاء ہے اسے پیتے وقت خلوص سے مانگی گئی دعا قبول ہوتی ہے، نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: **"مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ"** [ابن ماجہ: ح/ ۳۰۶۲، ارواء الغلیل ۴/ ۳۲۰] **ترجمہ:** آب زمزم جس مقصد کے لئے پیا جائے وہ حاصل ہوتا ہے۔

صفا ومروہ کی سعی

اب سعی کے لئے صفا پہاڑی پر جائیں، اور جب اس کے قریب ہوں تو قرآن کریم کی یہ آیت پڑھیں: ﴿إِنَّ ٱلصَّفَا وَٱلْمَرْوَةَ مِن شَعَآئِرِ ٱللَّهِ ۖ فَمَنْ حَجَّ ٱلْبَيْتَ أَوِ ٱعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا ۚ وَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ ٱللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ﴾ [البقرۃ: ۱۵۸] **یعنی:** صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں اس لئے بیت اللہ کا حج وعمرہ

کرنے والے پر ان کا طواف کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے، اپنی خوشی سے بھلائی کرنے والوں کا اللہ قدر دان اور انہیں خوب جاننے والا ہے۔

پھر صفا پہاڑی پر اتنا چڑھیں کہ کعبہ نظر آجائے لیکن کوشش کے باوجود اگر نظر نہ آئے تو کوئی حرج نہیں ہے، وہاں قبلہ رو ہو کر ہاتھ اٹھا کر یہ دعا تین مرتبہ پڑھیں: **اللهُ أكبرُ** (تین بار کہیں)

لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ، أَنْجَزَ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ. (تین بار) [صحیح مسلم: ح/۱۲۱۸، نسائی: ح/۲۹۷۵]

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں ہے وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہت اور اسی کے لئے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اپنے بندے کی مدد فرمائی اور تمام لشکروں کو تنہا شکست دی۔

صفا پہاڑی پر دونوں ہاتھ اٹھا کر خوب دعاء کریں۔ [صحیح ابو داود: ۱/۳۵۱ ح/۱۶۴۸]

دعا کے بعد صفا پہاڑی سے اتریں اور مروہ پہاڑی کی طرف چلنا شروع کر دیں، مرد کے لئے دونوں سبز ستونوں کے درمیان تیز چلنا مسنون ہے لیکن کسی کو ایذاء پہنچانا ہرگز جائز نہیں ہے، جب مروہ پہاڑی پر پہنچیں تو وہاں بھی وہی دعا کریں جو صفا پر کی تھی البتہ اس آیت: ﴿إِنَّ ٱلصَّفَا وَٱلْمَرْوَةَ مِن شَعَآئِرِ ٱللَّهِ﴾ کی تلاوت نہ کریں جو صفا پہاڑی پر چڑھتے ہوئے کی تھی کیونکہ سعی شروع کرنے سے قبل صفا پہاڑی پر چڑھتے وقت اس آیت کا پڑھنا مسنون ہے، اس وقت مروہ پہاڑی سے کعبہ مشرفہ کا دیدار نا ممکن ہے اس لئے صرف قبلہ رخ ہو کر ہاتھ اٹھا کر دعائیں کرنا ہی کافی ہے، اس طرح صفا سے مروہ ایک چکر ہو گیا۔

پھر مروہ سے صفا پہاڑی کے لئے واپس لوٹیں، دونوں سبز ستونوں کے مابین تیز چلیں، صفا پہاڑی پر پہنچ جانے کے بعد یہ دوسرا چکر شمار ہوگا، اس طرح سات چکر لگائیں ایک پہاڑی سے دوسری پہاڑی جانا ایک چکر شمار ہوتا ہے، ساتواں چکر مروہ پر ختم ہوگا دوران سعی ذکرواذکار، تسبیح وتحمید اور دعا میں مصروف رہیں، قرآن کریم کی تلاوت بہترین ذکر ہے، سعی کے لئے وضو ضروری نہیں ہے۔

سات چکر پورا کرنے کے بعد اگر متمتع ہیں اور حج میں اتنی مدت ہے کہ بال لمبے ہو جائیں گے تو بال منڈوانا افضل ہے اور اگر حج میں اتنی مدت نہیں ہے تو صرف بال کتروالیں تا کہ دسویں ذی الحجہ کو حلق کرسکیں، اللہ کے رسول ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام ذی الحجہ کی چوتھی تاریخ کو مکہ پہنچے تھے جس پر آپ ﷺ نے ان صحابہ کو جن کے پاس قربانی کے جانور نہیں تھے (یعنی حج تمتع کرنے والوں کو) حلق کی بجائے قصر کا حکم دیا تھا۔ [بخاری: ح/۱۵۴۵، مسلم: ح/۲۹۴۵]

اپنے سر کی داہنی طرف سے شروع کرکے بال کتروانا یا منڈوانا مسنون ہے نبی کریم ﷺ نے ایسے ہی کیا تھا۔ [صحیح مسلم، ابوداود]

پورے سر کے بال کتروانا ضروری ہے اگر کوئی آدھے سر کے بال کتروائے یا اِدھر اُدھر سے چند بال کاٹ لے جیسا کہ مروہ پہاڑی پر کچھ لوگ کرتے ہیں تو وہ حلال ہونے کے لئے کافی نہیں ہوگا ٹھیک اسی طرح جیسے آدھے سر یا اس کے بعض حصوں کا حلق کرنا کافی نہیں ہوگا۔

عورت اپنی چوٹی کو پکڑ کر انگلی کے ایک پور کے برابر بال کاٹ لے یا اپنے کسی محرم سے کٹوا لے، رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: عورتوں پر حلق نہیں صرف تقصیر ہے۔ [ابوداوٗد: ح/۱۹۸۴]

اس طرح عمرہ پورا ہو جاتا ہے اب جو چیزیں احرام کی وجہ سے حرام تھیں جائز ہوگئیں اس

طرح متمتع بھی حلال ہوجاتا ہے، البتہ اگر وہ قارن ہے یعنی عمرہ وحج کی ایک ساتھ نیت کی ہے، یا حج افراد کا احرام باندھا ہے تو وہ حالت احرام میں اس وقت رہے گا جب تک ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کو جمرۃ العقبہ کو کنکری مار کر حلق نہ کرالے، لیکن قِران کرنے والا اپنے ساتھ اگر قربانی کا جانور نہیں لایا ہے تو اس کے لئے افضل یہ ہے کہ اپنی نیت کو عمرہ میں تبدیل کردے اور بال کترواکے حلال ہوجائے جس طرح کہ حج تمتع کرنے والا حلال ہوجاتا ہے۔

آپ ﷺ نے سعی کے آخری چکر میں مروہ پہاڑی پر فرمایا تھا: **"إِنِّي لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمْ أَسُقِ الْهَدْيَ وَلَجَعَلْتُهَا عُمْرَةً، فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ لَيْسَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيُحْلِلْ وَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً"** [بخاری، مسلم]

ترجمہ: "اگر مجھے پہلے سے اس کا علم ہوتا جس کا بعد میں ہوا ہے تو میں اپنے ساتھ ہدی (قربانی کا جانور) نہ لاتا اور میں اسے عمرہ بنادیتا، پس جس کے پاس ہدی کے جانور نہ ہوں وہ حلال ہوجائے اور اسے عمرہ بنادے"۔

حج افراد کرنے والا بھی اگر قربانی کی استطاعت رکھتا ہے تو اسے بھی چاہیے کہ اپنی نیت عمرہ میں تبدیل کردے۔

عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد طواف بیت اللہ سے قبل اگر کسی عورت کو حیض یا نفاس کا خون آجائے اور وہ آٹھویں ذی الحجہ تک پاک نہ ہوسکی ہو تو ایسی صورت میں اس کا حج قران ہوجائے گا، وہ بیت اللہ کا طواف چھوڑ کر ہر وہ کام کرے جو ایک حاجی کرتا ہے، عائشہ رضی اللہ عنہا کو جب حیض آگیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم ہر کام کرو جو ایک حاجی کرتا ہے البتہ بیت اللہ کا طواف پاک ہونے تک نہ کرنا"۔ [بخاری: ۳/ ۵۰۴، مسلم: ۲/ ۸۸۸]

جب وہ پاک ہوجائے تو بیت اللہ کا ایک طواف اور صفاو مروہ کی ایک سعی کرے، یہ ایک سعی اور ایک طواف حج وعمرہ دونوں کی طرف سے کافی ہے۔ [تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: زاد المعاد

۲/۱۶۶-۱۷۷]

آٹھویں ذی الحجہ (یوم الترویہ) کے اعمال

حج تمتع کرنے والے، اسی طرح میقات کے اندر رہائش پذیر حج کے خواہش مند حضرات آٹھویں ذی الحجہ کو چاشت کے وقت اپنی رہائش گاہ سے حج کا احرام باندھیں، البتہ وہ حاجی صاحبان جنہوں نے حج وعمرہ کی ایک ساتھ (قران) یا صرف حج (افراد) کی نیت کی تھی ایسے تمام حجاج کرام کو احرام باندھنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ حالت احرام ہی میں ہیں، احرام باندھتے وقت مرد وعورت سب کا غسل کرنا اور مرد حضرات کا جسم پر خوشبو لگانا مستحب ہے۔

احرام باندھتے وقت: ”لَبَّيْکَ اللّٰهُمَّ حَجّاً“ کہیں، اگر کسی وجہ سے حج پورا نہ ہونے کا خدشہ ہو تو یہ شرط لگالیں: ”فَاِنْ حَبَسَنِيْ حَابِسٌ فَمَحِلِّيْ حَيْثُ حَبَسْتَنِيْ“. [بخاری ومسلم] ترجمہ: اگر کسی نے مجھے روک دیا تو جہاں تو نے روک دیا وہی میرے حلال ہونے کی جگہ ہوگی۔

آٹھ ذوالحجہ کو منی میں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی پانچوں صلاتیں ان کے اوقات میں قصر کے ساتھ جمع کئے بغیر ادا کریں۔ [صحیح مسلم: ح/۱۲۱۸] سنن راتبہ (موکدہ) میں سے فجر اور وتر کی سنت بھی ادا کرتے رہیں۔

یہ حکم ہر حاجی کے لئے ہے خواہ وہ مکہ کا رہنے والا ہو یا آفاقی یعنی باہر کا ہو، آپ ﷺ نے حجۃ الوداع میں تمام لوگوں کو قصر کے ساتھ جن میں مکہ کے بھی بہت سارے لوگ تھے صلاۃ پڑھائی لیکن کسی کو صلاۃ پورا کرنے کا حکم نہیں دیا اگر مکہ والوں پر پوری صلاۃ پڑھنا ضروری ہوتا تو آپ انہیں ضرور اس کا حکم دیتے، نیز حج میں نمازوں کی قصر وجمع، امر تعبدی ہے، سفر یا مسافت سے اس کا تعلق نہیں ہے بلکہ حج سے ہے، یہی وجہ ہے کہ منی میں صرف قصر ہے جمع

نہیں ہے، جبکہ عرفات میں قصر جمع تقدیم کے ساتھ اور مزدلفہ میں قصر جمع تاخیر کے ساتھ ہے، اگر سفر سے اس کا تعلق ہوتا تو منی میں بھی قصر و جمع کیا جاتا، اور عرفات و مزدلفہ میں جمع تقدیم وجمع تاخیر کی دونوں صورتیں جائز ہوتیں، جبکہ ایسا نہیں ہے، اس لئے جو حج کرے گا وہ صلاتوں کو قصر کے ساتھ پڑھے گا جہاں صرف قصر ہے وہاں صرف قصر کرے گا جمع نہیں کرے گا اور جہاں دونوں ہے وہاں دونوں کرے گا۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ مدینہ سے حج کے لئے نکلے آپ دو دو رکعت پڑھتے رہے یہاں تک کہ مدینہ واپس آگئے، راوی نے پوچھا: کتنے دن آپ لوگوں نے مکہ میں قیام کیا؟ فرمایا: دس دن۔ [صحیح مسلم]

آٹھویں ذوالحجہ کا دن اور عرفہ (نویں ذی الحجہ) کی رات منی میں گزار کر سورج طلوع ہونے کے بعد عرفہ کے لئے روانہ ہونا مستحب ہے۔ [صحیح مسلم: ۲/ ۸۸۹]

البتہ طلوع آفتاب سے پہلے حتی کہ رات میں بھی عرفات جا سکتے ہیں، اس تعلق سے حکومت کی طرف سے جو ہدایات ہوں ان پر عمل کریں۔

راستہ میں تلبیہ خوب پکاریں، تہلیل (لاالہ الااللہ) وتکبیر (اللہ اکبر) بھی کہہ سکتے ہیں، انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم میں سے کچھ تہلیل پکارتے اور کچھ تکبیر، کوئی کسی کو نہیں ٹوکتا۔

[بخاری: ح/ ۱۶۵۹، مسلم: ح/ ۱۲۸۴]

نویں ذی الحجہ (عرفہ کا دن)

عرفہ میں وقوف حج کا بہت ہی اہم رکن ہے اگر یہ فوت ہو جائے تو حج ادا نہیں ہوگا، نہ ہی فدیہ وغیرہ سے اس کی تلافی ہو سکے گی۔

ظہر وعصر ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ ظہر کے وقت میں قصر یعنی دو دو کر کے ادا

کریں۔[مسلم:۲/ ۸۹۰]

جو امام کے ساتھ صلاۃ ادا نہ کرسکے وہ اپنے خیمہ میں جماعت کے ساتھ دونوں صلاتوں کو قصر کرکے ظہر کے وقت میں پڑھ لے خواہ وہ مکہ مکرمہ کا باشندہ ہو یا کئی دنوں سے وہاں مقیم ہو۔

عرفہ کا دن قبولیت دعا کا بہترین دن ہے، اس دن لایعنی و بے مقصد گفتگو، غیبت و چغل خوری اور عیب جوئی کی بجائے تسبیح وتہلیل، ذکر واذکار، توبہ واستغفار اور تلاوت قرآن میں مشغول رہنا چاہیے، اور قبلہ رو کھڑے ہو کر کثرت سے دعا کرنا چاہیے، میدان عرفات کی سب سے بہترین دعا یہ ہے۔ عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: عرفہ کے دن کی دعا بہترین دعاء ہے اور سب سے بہترین کلمات جو میں نے اور مجھ سے پہلے انبیاء نے کہے وہ یہ ہیں: ''لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ''[سنن ترمذی: ۳۵۸۵، سلسلہ صحیحہ: ۴۵۰۳]

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کے لئے ہر طرح کی حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

عرفہ کے روز حجاج کرام پر صوم (روزہ) نہیں ہے، عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: عرفہ، قربانی اور تشریق کے ایام (۱۱، ۱۲، ۱۳/ ذی الحجہ) مسلمانوں کی عید اور کھانے پینے کے دن ہیں۔[صحیح ترمذی]

عرفہ کے دن اللہ کے رسول ﷺ خود صوم سے نہیں تھے، ام الفضل رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے پاس دودھ کا پیالہ بھیجا آپ ﷺ نے سواری ہی پر اسے نوش فرمالیا۔[بخاری: ح/۱۶۶۱]

البتہ غیر حجاج کے لئے اس دن صوم رکھنا دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہے، ابو قتادہ رضی

اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ سے عرفہ کے دن کے صوم کے بارے میں سوال کیا گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہوں کو مٹادیتا ہے۔ (مسلم: ح/۱۹۷)

غروب آفتاب کے بعد صلاۃ مغرب ادا کئے بغیر اطمینان، سنجیدگی اور وقار کے ساتھ مزدلفہ کے لئے روانہ ہوں، واضح رہے کہ غروب آفتاب تک عرفہ میں وقوف کرنا واجب ہے، سورج غروب ہونے سے پہلے اگر کوئی مزدلفہ کے لئے روانہ ہوجائے تو اسے ایک دم دینا ہوگا، یعنی حدود حرم میں ایک بکری ذبح کرکے اس کا گوشت فقراء حرم کے درمیان تقسیم کرنا ہوگا، مزدلفہ جاتے وقت جہاں خالی جگہ ملے وہاں تیز قدم چلیں، خوب تلبیہ پکاریں اور چلتے وقت سنجیدگی اور وقار کا خیال رکھیں، آپ ﷺ نے مزدلفہ جاتے ہوئے لوگوں سے فرمایا: ''لوگو سکون واطمینان سے چلو''۔ [مسلم: ح/۱۲۱۸]

اب حکومت کی طرف سے حجاج کرام کی آسانی کے لئے پیدل کے بجائے بس اور ٹرین کا زیادہ استعمال ہوتا ہے۔

عرفہ میں وقوف کا وقت نویں ذی الحجہ کے زوال آفتاب سے لے کر دسویں ذی الحجہ کی طلوع فجر تک ہے، عبدالرحمن بن یعمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ میدان عرفات میں تھا، آپ ﷺ کے پاس نجد کے کچھ لوگ آئے اور پوچھنے لگے: حج کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: حج عرفہ کا نام ہے جو مزدلفہ کی رات صلاۃ فجر سے پہلے وہاں آجائے اسکا حج پورا ہوگیا۔ [صحیح ابوداود: ۱/ ۳۶۷، صحیح نسائی: ۲/ ۶۳۳]

عروہ بن مضرس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے پاس مزدلفہ میں اس وقت پہنچا جب آپ صلاۃ (فجر) کے لئے نکل چکے تھے، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ میں طی کی دونوں پہاڑیوں سے آپ کے پاس آرہا ہوں میں نے اپنی اونٹنی کو خوب

تھکا یا اور اپنے آپ کو بھی، اللہ کی قسم میں نے کوئی پہاڑ نہیں چھوڑا جہاں میں نے وقوف نہ کیا ہو، کیا میرا حج قبول ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو ہماری اس صلاۃ میں حاضر ہوا اور ہمارے ساتھ وقوف کیا یہاں تک کہ ہم منی کو روانہ ہوں نیز وہ عرفہ میں رات یا دن میں وقوف کر چکا ہو تو اس کا حج پورا ہوگیا اور میل کچیل دور ہوگیا“۔ [صحیح ترمذی: ۱/۲۶۵، ارواء الغلیل: ۴/۲۵۸]

مزدلفہ کی رات

مزدلفہ پہنچ کر سب سے پہلے مغرب کی تین رکعات اور عشاء کی دو رکعت ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ جمع کر کے ادا کریں۔ [بخاری: ح ر ۱۶۷۲، مسلم: ح ر ۱۲۸۰]

دونوں صلاتوں کے درمیان یا بعد میں آپ ﷺ نے کوئی نفل نہیں پڑھی۔ [بخاری و مسلم]

اگر کسی کو یہ اندیشہ ہو کہ وہ آدھی رات سے پہلے مزدلفہ نہیں پہنچ پائے گا تو اسے چاہئے کہ دونوں صلاتوں کو راستہ ہی میں ادا کرلے کیونکہ آدھی رات کے بعد صلاۃ عشاء کو مؤخر کرنا جائز نہیں ہے۔

مزدلفہ میں رات گذارنا واجب ہے اگر کسی سے فوت ہوجائے تو اسے دم دینا ہوگا، حجاج کرام کو چاہئے کہ مغرب و عشاء کی صلاۃ پڑھنے کے فوری بعد سو جائیں تاکہ دسویں تاریخ کے دن حج کے مناسک ادا کرنے میں چاق و چوبند رہیں، سستی اور کوتاہی نہ ہو۔

کمزور عورتوں، بیماروں، بچوں اور بوڑھوں کو مزدلفہ سے آدھی رات کے بعد وہاں پوری رات گذارے بغیر منی آنے کی رخصت ہے، عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں سودہ رضی اللہ عنہا بھاری بھرکم خاتون تھیں، انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ سے رات ہی میں مزدلفہ سے منی جانے کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی۔ [بخاری مسلم]

مزدلفہ میں صلاۃ فجر ادا کرنے میں جلدی کرنا چاہئے، مزدلفہ کا سارا میدان موقف ہے

اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں : میں نے یہاں وقوف کیا لیکن سارا مزدلفہ وقوف گاہ ہے ۔[مسلم: ح/ ۱۲۱۸]

صلاۃ فجر کے بعد ہر حاجی کو اپنی وقوف گاہ پر کھڑے ہو کر دعائیں مانگنا چاہئے اور اس وقت تک دعا، ذکر و اذکار، توبہ و استغفار اور گریہ وزاری میں مشغول رہنا چاہئے جب تک کہ صبح کی روشنی پھیل نہ جائے۔

مسنون یہ ہے کہ طلوع آفتاب سے تھوڑا پہلے جب صبح کی روشنی خوب پھیل جائے اس وقت مزدلفہ سے منی کے لئے روانہ ہوں ۔[صحیح مسلم: ح/ ۱۲۱۸] طلوع آفتاب سے پہلے بھی منی کے لئے جاسکتے ہیں۔

روانہ ہونے کے بعد راستہ میں جمرہ عقبہ کی رمی کے لئے سات کنکریاں چننا مسنون ہے، کنکریاں چھوٹی چھوٹی چنے کے برابر ہوں، اللہ کے رسول ﷺ جب مزدلفہ سے منی آرہے تھے اس وقت آپ ﷺ کے لئے کنکریاں چنی گئی تھیں، فضل بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ عقبہ کی صبح (یعنی دسویں ذی الحجہ کی صبح) مجھ سے اپنی اونٹنی پر سے فرمایا: میرے لئے چند کنکریاں چن دو؟ میں نے آپ ﷺ کو سات ایسی چھوٹی چھوٹی کنکریاں چن کر دیں جنھیں دو انگلیوں کے درمیان رکھ کر (بآسانی) پھینکا جاسکے، آپ ﷺ ان کنکریوں کو اپنی ہتھیلی میں جھاڑنے لگے اور فرمارہے تھے: ہاں ایسی ہی کنکریوں سے رمی کرو، دین میں مبالغہ آرائی سے بچو، تم سے پہلے لوگوں کو دین میں غلو (شدت) ہی نے ہلاک کردیا۔[صحیح نسائی: ۲/ ۶۴۰، صحیحہ: ۳/ ۲۷۸]

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ چنے سے زیادہ بڑی کنکریوں سے جمرات کی رمی کرنا درست ہی نہیں بلکہ دین میں غلو اور شدت ہے جس کی قرآن وحدیث میں سخت ممانعت ہے، اسی طرح ایام تشریق (منی کے ایام) میں جمرات کی رمی کے لئے مزدلفہ سے کنکریاں چن کر

لے جانا بھی خلاف سنت ہے۔

مزدلفہ سے منی جاتے ہوئے راستہ میں کثرت سے تلبیہ پکارتے رہیں۔

دسویں ذی الحجہ (یوم النحر) کے اعمال

ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو حج اکبر کا دن بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اسی دن سب سے زیادہ حج کے اعمال کئے جاتے ہیں جس کی تفصیل یہ ہے:

1- جمرہ عقبہ کی رمی: جمرہ عقبہ کی رمی سے پہلے تلبیہ بند کر دیں، فضل بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کے پیچھے سوار تھا آپ ﷺ جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے تک برابر تلبیہ پکارتے رہے۔ [بخاری: ۱۵۴۳، مسلم: ح/۱۲۸۱]

جمرہ عقبہ کی رمی کا افضل وقت چاشت کے وقت ہے، رمی کرتے وقت مکہ مکرمہ بائیں ہاتھ اور منی دائیں ہاتھ پر رکھنا مستحب ہے، کنکریاں الگ الگ سات بار ماریں اور ہر کنکری مارتے وقت ''اللہ اکبر'' کہیں۔

اگر کسی کے پاس شرعی عذر ہے تو اپنی طرف سے کنکری مارنے کے بعد اس کی طرف سے کنکری مار سکتا ہے۔

اگر کوئی زوال سے قبل رمی نہ کر سکے تو وہ زوال کے بعد یہاں تک کہ رات میں بھی رمی کر سکتا ہے۔ [مناسک الحج والعمرۃ امام البانی: ص ۳۱-۳۲] جمرہ عقبہ کی رمی کے بعد دعا مانگنا خلاف سنت ہے۔

2- قربانی: متمتع اور قارن پر قربانی واجب ہے، ذبح کے وقت یہ الفاظ کہنا مستحب ہے

''بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُمَّ مِنْکَ وَلَکَ، اللَّهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّيْ''. [مسلم: ح/۱۹۶۷]

اگر بذات خود جانور ذبح کرنے کی سہولیت نہیں ہے تو کسی دوسرے شخص کو نائب بنا کر

اس سے ذبح کرواسکتے ہیں۔

3- قربانی کے بعد حلق یا تقصیر کرانا: حلق کرانا افضل و بہتر ہے اللہ کے رسول ﷺ نے حلق کرانے والوں کے لئے تین مرتبہ رحمت ومغفرت کی دعا فرمائی ہے جبکہ بال کٹوانے والوں کے لئے صرف ایک بار۔ [بخاری: ح/۱۷۲۲، مسلم: ح/۱۳۰۱] نبی کریم ﷺ نے حلق ہی کرایا تھا۔ [صحیح بخاری: ۱۷۲۶]

عورت انگلی کے ایک پور کے برابر اپنا بال کاٹ لے اسے سر کے سارے بال کاٹنا منع ہے، اگر کوئی مرد بال کٹوائے بغیر بھول کر احرام کا لباس اتار دے تو اسے چاہئے کہ یاد آنے پر فورا احرام کا لباس باندھ کر بال کٹوالے کوئی فدیہ یا دم نہیں ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے: اللہ رب العالمین نے میری امت کی بھول چوک کو معاف کر دیا ہے اور جو کام زبردستی کروائے جائیں وہ بھی معاف ہیں۔ [سنن ابن ماجہ، مستدرک حاکم، سنن دارقطنی]

مذکورہ تینوں اعمال میں سے ایک قول کے مطابق کوئی ایک کام کرنے سے اور دوسرے قول کے مطابق کوئی دو کام کرنے سے حاجی کے لئے بیوی کے سوا وہ تمام چیزیں جو احرام کی وجہ سے حرام تھیں، حلال ہو جاتی ہیں مثلا خوشبو لگانا، سلے ہوئے کپڑے پہننا ناخن کاٹنا وغیرہ، اسے شرعی اصطلاح میں "تحلل اول" یعنی پہلا حلال ہونا کہا جاتا ہے۔

حلق یا تقصیر کے بعد طواف زیارت سے پہلے غسل، صفائی وستھرائی، اچھے کپڑے پہننا خوشبو لگانا مستحب ہے، واضح رہے کہ حجاج کرام پر صلاۃ عید نہیں ہے بلکہ وہ اس سے زیادہ اہم کام میں مشغول ہیں۔

4- طواف زیارت: اسے طواف افاضہ بھی کہا جاتا ہے، یہ حج کا رکن ہے اللہ رب العالمین ارشاد فرماتا ہے: ﴿ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ

وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ﴿۲۹﴾ [الحج:۲۹]

یعنی اپنا میل کچیل دور کریں، اور اپنی نذریں پوری کریں اور اللہ کے قدیم گھر کا طواف کریں۔

طواف کا مسنون طریقہ بیان ہو چکا ہے اسی طرح یہ بھی طواف کیا جائے گا البتہ اس طواف میں رمل اور اضطباع نہیں ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے طواف افاضہ کیا اس کے سات چکروں میں کسی میں بھی آپ ﷺ نے رمل نہیں کیا۔ [صحیح ابن خزیمہ]

طواف زیارت اور دو رکعت ادا کرنے کے بعد اگر آپ متمتع ہیں تو صفا و مروہ کی سعی کریں کیونکہ پہلی سعی عمرہ کی تھی اور یہ سعی حج کی ہوگی، عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم حجۃ الوداع میں اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ نکلے جن لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا انہوں نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا و مروہ کی سعی کی پھر حلال ہو گئے، پھر (قربانی کے دن) منی سے واپسی کے بعد دوبارہ صفا و مروہ کے درمیان حج کی سعی کی، لیکن جن لوگوں نے حج و عمرہ کا ایک ساتھ احرام باندھا تھا انہوں نے ایک ہی سعی کی۔ [صحیح مسلم: ح/۱۲۱۱]

اس سے معلوم ہوا کہ حج قران یا حج افراد کرنے والوں پر ایک ہی سعی ہے اگر ان دونوں نے طواف قدوم کے ساتھ ساتھ سعی کر لی ہے تو وہ کافی ہے اگر نہیں کی ہے تو دسویں ذی الحجہ کے دن طواف افاضہ کے بعد سعی کریں گے۔ [مسلم: ۲/ ۸۹۲]

تحلل ثانی (دوسرا حلال ہونا) جن اعمال سے حاصل ہوتا ہے وہ تین ہیں: جمرہ عقبہ کی رمی، حلق یا تقصیر، اور طواف افاضہ ساتھ ہی سعی جن کے ذمہ سعی ہے، مذکورہ تینوں اعمال کرنے سے آدمی کے لئے احرام کی تمام پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں یہاں تک کہ میاں بیوی کے تعلقات بھی حلال ہو جاتے ہیں۔

دسویں ذی الحجہ کے دن چاروں مذکورہ اعمال کو اس ترتیب کے ساتھ کرنا افضل ہے:

1- جمرہ عقبہ کی رمی 2- قربانی 3- حلق یا تقصیر 4- طواف افاضہ پھر سعی۔

لیکن اگر ترتیب باقی نہ رہ جائے تو کوئی حرج نہیں، آپ ﷺ نے مختلف سوالات کے جوابات میں اس کی رخصت دی ہے، ایک آدمی حاضر خدمت ہوا اس نے کہا: اے اللہ کے رسول مجھے نہیں معلوم تھا میں نے قربانی سے پہلے حلق کر لیا، آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ قربانی کرو کوئی حرج نہیں، ایک دوسرا آدمی آیا اس نے کہا میں نے لاعلمی میں جمرہ عقبہ کو کنکری مارنے سے پہلے قربانی کر دی، آپ ﷺ نے فرمایا: جا کر رمی کرو کوئی حرج نہیں ہے، ایک اور شخص آیا اور کہنے لگا: میں نے رمی سے پہلے سر منڈا لیا، آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ رمی کرو کوئی حرج نہیں، ایک اور شخص آیا، اس نے کہا: میں نے بیت اللہ کا طواف (زیارت) رمی سے پہلے کر لیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ رمی کرو کوئی حرج نہیں، الغرض اس دن آپ ﷺ سے جس مسئلہ میں بھی تقدیم وتاخیر (آگے پیچھے کرنے) کی بابت سوال کیا گیا آپ نے یہی فرمایا: جاؤ کرو کوئی حرج نہیں ہے۔ [بخاری: ح ر ۸۴، ۱۷۲۱، ۱۷۳۴-۱۷۳۴ مسلم: ح ر ۱۳۰۶]

حدیثوں سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ سوال کرنے والوں میں سے بہت سارے لوگوں کو معلوم تھا کہ کون سا عمل کب کرنا ہے، اسی لئے انہوں نے سوال میں کہا کہ میں نے یہ کام کر لیا اور یہ کام نہیں کیا یعنی جو بعد میں کرنا تھا میں نے اسے پہلے کر لیا، اور جو پہلے کرنا تھا اس کو میں نے ابھی تک نہیں کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ کرو کوئی حرج نہیں ہے۔ لہذا جان بوجھ کر بھی اگر کوئی ترتیب چھوڑ دیتا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے خاص طور پر آج کے دور میں جہاں حجاج کرام کی تعداد کئی لاکھوں میں رہتی ہے ترتیب کا باقی رکھنا انتہائی مشکل امر ہے۔

ایک غلط فہمی اور اس کا ازالہ: یہاں اس غلط فہمی کا ازالہ ضروری ہے کہ حج کے تعلق سے

لوگوں کے اندر یہ تصور پایا جاتا ہے کہ جس سال عرفہ بروز جمعہ پڑے وہ حج اکبر کہلاتا ہے حالانکہ یہ تصور غلط اور بے بنیاد ہے، سنہ ۹ ر ہجری میں اللہ کے رسول ﷺ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حج کا امیر بنا کر روانہ کیا ان کے چلے جانے کے بعد سورۃ توبہ کی ابتدائی چند آیتیں نازل ہوئیں انہی آیتوں میں سے ایک آیت یہ بھی تھی:﴿وَأَذَٰنٌ مِّنَ ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦٓ إِلَى ٱلنَّاسِ يَوۡمَ ٱلۡحَجِّ ٱلۡأَكۡبَرِ أَنَّ ٱللَّهَ بَرِيٓءٌ مِّنَ ٱلۡمُشۡرِكِينَ وَرَسُولُهُۥ﴾[التوبة:۳]۔

یعنی: ”اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لوگوں کو بڑے حج کے دن صاف اطلاع ہے کہ اللہ اور اس کا رسول مشرکوں سے بیزار ہے“۔

اس آیت کریمہ میں اللہ نے حج اکبر کا لفظ استعمال کیا ہے اور تاریخی طور پر یہ بات تحقیق اور ثابت شدہ ہے کہ سنہ ۹ ر ہجری میں عرفہ جمعہ کے دن نہیں تھا، اس کے باوجود بھی اس سال کے حج کو حج اکبر کہا گیا، صحیح بات یہ ہے کہ اہل عرب حج کو حج اکبر اور عمرہ کو حج اصغر کہتے تھے اس کا عرفہ کے دن سے کوئی تعلق نہیں ہے، احادیث میں یوم النحر (قربانی کے دن کو) کو یوم الحج الاکبر (یعنی بڑے حج کا دن) کہا گیا ہے جیسا کہ سنن ابی داود میں ہے کہ آپ ﷺ نے حجۃ الوداع میں قربانی کے دن خطبہ دیتے ہوئے لوگوں سے پوچھا: یہ کونسا دن ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ قربانی کا دن ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:”**هَذَا يَوْمُ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ**“ یہ حج اکبر کا دن ہے۔ [ابوداؤد: حدیث نمبر ۱۹۴۵] معلوم ہوا کہ ہر حج، حج اکبر اور دسویں ذی الحجہ (یوم النحر) حج اکبر کا دن ہے۔

رہی یہ بات کہ دسویں ذی الحجہ کو حج اکبر کا دن کیوں کہا جاتا ہے؟ تو اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ اس دن سب سے زیادہ حج کے اعمال ادا کئے جاتے ہیں، اس لئے اسے ”حج اکبر کا دن“ کہا جاتا ہے، لہذا حج اکبر کا عرفہ کے دن سے کوئی تعلق نہیں ہے خواہ عرفہ کا دن جمعہ کے دن پڑے یا کسی اور دن، جس سال آپ ﷺ نے حج کیا اس سال عرفہ

جمعہ کے دن تھا واللہ اعلم۔

ایام تشریق (۱۱/ ۱۲/ ۱۳/ذی الحجہ) کے اعمال

طواف افاضہ کے بعد منی واپس آجائیں جہاں ۱۱، ۱۲، ۱۳ / ذی الحجہ کی راتیں بسر کرنا واجب ہے، ہاں اگر کسی کے پاس شرعی عذر ہے تو اس کے لئے منی میں رات نہ گذارنے کی رخصت ہے اللہ کے رسول ﷺ نے چرواہوں اور حجاج کو پانی پلانے والوں کو منی میں رات نہ گذارنے کی رخصت دی ہے۔ [ابوداود: ح/۱۹۷۶-۱۹۷۵، نسائی: ح/۳۰۷۱-۳۰۷۰]

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جب عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے حاجیوں کو پانی پلانے کے لئے منی کی راتیں مکہ میں گذارنے کے لئے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی تو آپ نے انہیں اجازت دے دی۔ [بخاری: ح/۱۷۴۵، مسلم: ح/۱۳۱۵]

بلا عذر گیارہویں و بارہویں ذی الحجہ کی راتیں منی میں نہ گذارنے پر دم واجب ہوتا ہے، گیارہویں اور بارہویں ذی الحجہ کو تینوں جمرات (اولی، وسطی، اور عقبہ) کو زوال آفتاب کے بعد ترتیب کے ساتھ کنکریاں مارنا واجب ہے، زوال آفتاب سے قبل ان تینوں کی رمی جائز نہیں ہے، آپ ﷺ نے زوال آفتاب کے بعد رمی کی ہے۔ [صحیح مسلم: ح/۱۲۹۹، باب بيان وقت استحباب الرمي]

ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ہم سورج کے ڈھل جانے کا انتظار کرتے جب سورج ڈھل جاتا تب ہم رمی کرتے۔ [صحیح بخاری: ح/۱۷۴۶]

تینوں جمرات کی بالترتیب رمی کرنا واجب ہے، کوئی یہ کہہ سکتا ہے جب قربانی کے دن کے اعمال میں ترتیب ضروری نہیں ہے تو یہاں کیوں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ قربانی کے دن کے اعمال میں تقدیم و تاخیر کے تعلق سے نبی اکرم ﷺ کی حدیثیں موجود ہیں، جبکہ

جمرات کی رمی کے تعلق سے اس طرح کی کوئی حدیث نہیں ہے، دوسری بات یہ کہ جمرات کو ترتیب کے ساتھ رمی کرنے ہی میں آسانی ہے جبکہ ترتیب کا خیال نہ رکھنے میں مشقت اور حرج ہے، اور آج کے وقت میں مملکت سعودی عرب کی طرف سے جو شاندار انتظامات کئے گئے ہیں اس میں ترتیب توڑ کر کوئی رمی کر ہی نہیں سکتا، اس لئے ترتیب کے ساتھ رمی کرنا واجب ہے، اگر کسی نے ترتیب کا خیال نہیں رکھا تو دوبارہ ترتیب کے ساتھ رمی کرے یا حدود حرم میں ایک جانور ذبح کرے ترتیب یہ ہے:

(۱) سب سے پہلے جمرہ اولی کی رمی کریں، یہ مسجد خیف کے قریب اور مکہ مکرمہ سے بقیہ دونوں جمرات کے مقابلہ میں زیادہ دوری پر ہے، لگاتار ایک ایک کر کے سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہیں، کنکریاں ستون کو لگنا ضروری نہیں ہے صرف حوض کے اندر گرنا ضروری ہے اگر حوض کے اندر کنکری نہ پڑے تو دوبارہ رمی کرنا ہوگی، حوض کے اردگرد پڑی ہوئی کنکریوں سے رمی کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے البتہ جو کنکری حوض کے اندر پڑ جائے اس کا دوبارہ استعمال خلاف افضل ہے، کنکریاں مارنے کے بعد بھیڑ بھاڑ سے دور ہو کر قبلہ رخ ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا سنت ہے۔

(۲) جمرہ وسطی (درمیانی) جمرہ اولی کی رمی کے بعد جمرہ وسطی کی حسب سابق سات کنکریوں سے رمی کریں ہر کنکری پر اللہ اکبر کہیں، کنکریاں پوری ہو جانے کے بعد بھیڑ سے دور ہو کر قبلہ رخ ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا سنت ہے۔

(۳) سب سے آخر میں جمرہ عقبہ کی حسب سابق سات کنکریوں سے رمی کریں البتہ یہ خیال رہے کہ اس کی رمی سے فراغت کے بعد یہاں پر دعا کرنا خلاف سنت ہے اس لئے کنکریاں مارنے کے بعد اپنے خیمہ کو واپس چلے آئیں۔ [بخاری: ح/۱۷۵۱-۱۷۵۳]

بارہویں ذی الحجہ کو بھی مذکورہ ترتیب کے ساتھ تینوں جمرات کو ٹھیک اسی طرح کنکریاں

ماریں۔

حج تمتع یا حج قران کرنے والا اگر قربانی نہ دے سکے تو اسے دس ایام صوم رکھنا ضروری ہے جس میں سے تین دنوں کے صوم ایام حج میں اور بقیہ سات دنوں کے اپنے گھر واپس آجانے کے بعد رکھے، اسے تینوں صوم دسویں ذی الحجہ سے قبل یا ایام تشریق میں رکھنے کا اختیار ہے، واضح رہے کہ عام حالات میں حاجی (بلا ضرورت) اور غیر حاجی سب کے لئے ایام تشریق میں صوم رکھنا منع ہے اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: ”عرفہ، قربانی، اور تشریق کے ایام ہم مسلمانوں کی عید اور کھانے پینے کے دن ہیں“۔ [سنن ترمذی]

عائشہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ ایام تشریق میں صرف ان لوگوں کو صوم کی رخصت دی گئی ہے جو قربانی نہ دے سکیں۔ [بخاری: ح ۱۹۹۸۔۱۹۹۷]

(یعنی صرف متمتع اور قارن کو صوم رکھنے کی اجازت ہے باقی تمام لوگوں کو خواہ وہ حاجی ہی کیوں نہ ہو صوم رکھنے کی اجازت نہیں ہے)۔

جو رمی کی استطاعت نہ رکھتے ہوں مثلاً بوڑھے، ضعیف مریض بچے اور حاملہ عورت وغیرہ ان کی طرف سے رمی کرنا جائز ہے، ارشاد ربانی ہے: ﴿فَٱتَّقُواْ ٱللَّهَ مَا ٱسۡتَطَعۡتُمۡ﴾ [التغابن:۱۶] استطاعت بھر اللہ سے ڈرو۔ چونکہ یہ لوگ بھیڑ بھاڑ میں لوگوں سے مزاحمت کی استطاعت نہیں رکھتے ہیں اس لئے ان کی طرف سے دوسرا شخص رمی کرسکتا ہے، البتہ رمی کے سوا دوسرے اعمال جیسے طواف، سعی اور وقوف عرفہ وغیرہ میں نیابت درست نہیں ہے دوسروں کی طرف سے رمی کرنے والا ہر جمرہ پر پہلے اپنی پھر دوسروں کی طرف سے رمی کرے، دوسروں کی طرف سے رمی کرتے وقت دل میں نیت کافی ہے، زبان سے یہ کہنا کہ میں فلاں کی طرف سے رمی کر رہا ہوں یا کر رہی ہوں ”بدعت ہے“۔

بارہ ذی الحجہ کو تینوں جمرات کی رمی کے بعد منی سے جانے کی اجازت ہے البتہ ۱۳/ ذی

الحجہ کو رمی کرنے کے بعد جانا افضل و بہتر اور آپ ﷺ کی سنت ہے، ارشاد ربانی ہے:
﴿فَمَن تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَآ إِثْمَ عَلَيْهِ وَمَن تَأَخَّرَ فَلَآ إِثْمَ عَلَيْهِ لِمَنِ اتَّقَىٰ﴾ [البقرۃ:۲۰۳] یعنی: جو دو دنوں میں آنے میں جلدی کرے اس پر کوئی گناہ نہیں اور جو تاخیر کر کے آئے اس پر کوئی گناہ نہیں یہ پرہیز گار کے لئے ہے۔

نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو تو بارہ ذی الحجہ کو جانے کی رخصت دی لیکن خود ۱۳/ذی الحجہ تک منی میں رہے، زوال کے بعد تینوں جمرات کی رمی کی پھر وادی ابطح میں اترے وہاں ظہر عصر، مغرب اور عشاء کی صلاتیں ادا کیں پھر کچھ دیر کے لئے سو گئے پھر طواف وداع کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لائے۔ [بخاری: ح/۱۷۵۶، ۱۷۶۴]

بارہ ذی الحجہ کے دن منی سے نکلنے کے لئے شرط ہے کہ سورج غروب ہونے سے پہلے منی سے نکل جائیں اگر سورج غروب ہو گیا اور آپ منی ہی میں ہیں تو بارہویں ذی الحجہ کی رات منی میں گذارنے کے ساتھ ساتھ تیرہ ذی الحجہ کو زوال آفتاب کے بعد تینوں جمرات کی بالترتیب رمی کرنا ضروری ہوگا، البتہ قصد و ارادہ کے بغیر کسی عذر کی وجہ سے اگر سورج منی میں ڈوب جائے تو ایسی صورت میں وہاں رات گذارنا ضروری نہیں ہے، مثال کے طور پر خیمہ سے نکلنے کے بعد ٹریفک یا اچانک بیمار ہو جانے کی وجہ سے منی میں سورج ڈوب جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

طوافِ وداع

جب حج مکمل ہو جائے تو مکہ مکرمہ سے نکلنے سے پہلے طوافِ وداع کرنا ضروری ہے، نہ کرنے پر ایک دم ہے، آپ ﷺ کا فرمان ہے: "لَا يَنْفِرَنَّ أَحَدٌ حَتَّى يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهِ بِالْبَيْتِ" [مسلم: ح/۱۳۲۷]

ترجمہ: جب تک کوئی بیت اللہ کا آخری طواف نہ کرلے نہ جائے۔

مطلب یہ ہے کہ حج کے اعمال میں سے آخری عمل بیت اللہ کا طواف ہو اس کے بعد حاجی اپنے گھر جائے، اگر کوئی طواف وداع کرلے پھر اس کے بعد جمرات کی رمی کرے تو یہ جائز نہیں ہوگا، کیونکہ ایسی صورت میں حج کا آخری عمل طواف وداع نہیں بلکہ جمرات کی رمی ہوگی۔

طواف وداع کے بعد اگر حرم یا مکہ مکرمہ میں کچھ وقت کے لئے رکنا پڑ جائے اور اس دوران کسی صلاۃ کا وقت ہو جائے تو وہ صلاۃ پڑھنا ضروری ہوگا کیونکہ صلاۃ یہ حج کے اعمال میں سے نہیں ہے بلکہ ہر دن کیا جانے والا عمل اور ہر مسلمان پر فرض ہے۔

حیض ونفاس والی عورت کے لئے طواف وداع کی رخصت ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: لوگوں کو حکم دیا گیا ہے کہ ان کا آخری عمل بیت اللہ کا طواف ہو، البتہ حیض والی عورت کو اس کی رخصت دی گئی ہے۔ [بخاری: ح/۳۲۹، مسلم: ح/۱۳۲۸]

وہ اشخاص جو مکہ مکرمہ میں رہائش پذیر ہیں ان پر طواف وداع نہیں ہے۔

مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک سفر

مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک شہر، نزول وحی اور مہاجرین وانصار کا مسکن وماویٰ ہے یہیں سے پوری دنیا میں اسلام کا نور پھیلا، مدینہ، مکہ مکرمہ کے بعد پوری دنیا میں سب سے افضل ومقدس شہر ہے جس کی دلیل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ کلمات ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کے وقت فرمائے تھے: "وَاللَّهِ إِنَّكِ لَخَيْرُ أَرْضِ اللَّهِ، وَأَحَبُّ أَرْضِ اللَّهِ إِلَى اللَّهِ، وَلَوْلَا أَنِّي أُخْرِجْتُ مِنْكِ مَا خَرَجْتُ". [سنن ترمذی: ۳۹۲۵، ابن ماجہ: ۳۱۰۸]

ترجمہ: اللہ کی قسم (اے مکہ) تو اللہ کی ساری زمین سے بہتر ہے اور اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے، اگر مجھے یہاں سے نکالا نہ جاتا تو میں کبھی نہ نکلتا۔

شہر رسول ﷺ جانے سے پہلے آئیے اس کی چند فضیلتوں پر سرسری نظر ڈالتے چلیں!

مدینہ بھی مکہ مکرمہ کی طرح حرم ہے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ، وَإِنِّي حَرَّمْتُ الْمَدِينَةَ“. [صحیح مسلم: ۱۳۶۲]

ترجمہ: ابراہیم (علیہ السلام) نے مکہ کو حرام قرار دیا اور میں مدینہ کو حرام قرار دیتا ہوں۔

روئے زمین پر یہی دو شہر ہیں جنہیں اللہ رب العالمین نے حرم ہونے کا شرف بخشا ہے، ان کے علاوہ پوری دنیا میں تیسرا کوئی حرم نہیں ہے۔

مدینہ میں طاعون کی بیماری کبھی نہیں پھیلے گی اور نہ ہی وہاں دجال داخل ہو سکے گا، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”عَلَى أَنْقَابِ الْمَدِيْنَةِ مَلَائِكَةٌ لَايَدْخُلُهَا الطَّاعُوْنُ وَلَا الدَّجَّالُ“. [بخاری: ح/ ۱۸۸۰، مسلم: ح/ ۱۳۷۹]

ترجمہ: مدینہ کے راستوں پر فرشتے مامور ہیں وہاں نہ طاعون پھیل سکتا ہے اور نہ ہی دجال داخل ہو سکتا ہے۔ مدینہ میں موت آپ ﷺ کی شفاعت کا باعث ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جو شخص مدینہ میں مر سکتا ہو، اُسے ضرور مدینہ میں مرنا چاہیے کیونکہ جو مدینہ میں مرے گا میں اس کی سفارش کروں گا۔ [سنن ترمذی]

ابن عمر رضی اللہ عنہما ہی سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے مدینہ کی مصیبتوں پر صبر کیا قیامت کے دن میں اس کے لئے گواہی دوں گا یا اس کی سفارش کروں گا۔ [صحیح مسلم: حدیث نمبر: ۱۳۷۷]

آخری وقت میں ایمان ساری دنیا سے سمٹ کر مدینہ میں پناہ لے گا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ”إِنَّ الإِيمَانَ لَيَأْرِزُ إِلَى المَدِينَةِ كَمَا تَأْرِزُ الحَيَّةُ إِلَى جُحْرِهَا“. [بخاری: ۱۸۷۶]

ترجمہ: ایمان مدینہ میں سمٹ کر اسی طرح واپس آجائے گا جس طرح سانپ اپنے بل میں سمٹ آتا ہے۔ مدینہ میں کسی بدعتی کو پناہ دینا لعنت کا باعث ہے علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''عیر'' پہاڑ سے ''ثور'' پہاڑ تک حرم مدینہ کی حدود ہیں جو یہاں بدعت ایجاد کرے یا کسی بدعتی کو پناہ دے اُس پر اللہ، فرشتوں اور سارے لوگوں کی لعنت پڑتی ہے اور اللہ تعالی اس کی کوئی عبادت قبول نہیں فرماتا ہے۔ [بخاری، مسلم: ۱۳۷۰]

یہ حدیث اُن تمام لوگوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے جو مدینہ میں آ کر شرک و بدعات کا ارتکاب کرتے ہیں اور لوگوں کو اس کی دعوت بھی دیتے ہیں اس لئے اگر آپ اللہ کی، فرشتوں کی اور ساری دنیا کے مسلمانوں کی لعنت سے بچنا چاہتے ہیں نیز اپنے حج کی عبادت کو دربار الٰہی میں شرف قبولیت بخشوانا چاہتے ہیں تو مدینہ میں کسی بھی قسم کی بدعت کا ارتکاب نہ کریں ورنہ جس حج پر آپ نے لاکھوں روپئے صرف کئے ہیں اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا اللہ رب العالمین ہم سب کو اپنے خلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں کو اپنانے کی توفیق دے اور ہر بدعت سے محفوظ رکھے، آمین۔

عجوہ کھجور جنت کا پھل ہے جس میں زہر اور جادو کا علاج ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے: ''الْعَجْوَةُ مِنَ الْجَنَّةِ وَفِيْهَا شِفَاءُ السُّمِّ''. [سنن ترمذی، ابن ماجہ، مسند احمد، دارمی]

ترجمہ: عجوہ (کھجور) جنت کا پھل ہے اس میں زہر کا علاج ہے۔

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو ہر روز صبح سات عدد عجوہ کھجور کھائے وہ اس دن زہر اور جادو کے نقصان سے محفوظ رہے گا۔ [بخاری: ح/۵۴۴۵]

زیارت مسجد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مسجد نبوی کی زیارت کا حج یا عمرہ سے کوئی تعلق نہیں ہے، اگر کوئی شخص مسجد نبوی کی زیارت کے بغیر اپنے شہر یا ملک واپس چلا آئے تو صرف اس وجہ سے اس کے حج یا عمرہ پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مکہ والوں نے بھی حج کیا لیکن وہ مسجد نبوی کی زیارت کے لئے نہ حج سے پہلے گئے اور نہ ہی حج کے بعد، اگر زیارت واجب ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام صحابہ کو اس کا حکم دیتے، یہ جو لوگوں میں مشہور ہے کہ حاجی کے لئے مسجد نبوی میں چالیس صلاۃ پڑھنا ضروری ہے یا یہ کہ جس نے حج کیا اور قبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نہیں کی اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ظلم کیا! سب بے بنیاد ہے، علماء کرام و محدثین عظام نے ایسی تمام حدیثوں کو موضوع و من گھڑت قرار دیا ہے۔

مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصی کے سوا کسی چوتھی مسجد یا جگہ کا سفر بغرض اجر و ثواب جائز نہیں ہے، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین مساجد کے علاوہ کسی اور مسجد کا سفر نہ کیا جائے مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصی۔ [صحیح بخاری: ح/ ۱۱۸۹ و صحیح مسلم: ح/ ۱۳۹۷]

جب مذکورہ تین مساجد کے سوا کسی دوسری مسجد کا سفر بغرض اجر و ثواب جائز نہیں ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کی نیت سے مدینہ کا سفر کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ اور جب قبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی نیت سے سفر جائز نہیں ہے تو آستانوں، مزاروں، قبروں اور درگاہوں کی زیارت کے لئے سفر کرنا بدرجہ اولی جائز نہیں ہوگا۔

مسجد قباء کی طرح قبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت مسجد نبوی کی زیارت کے تابع ہے، قبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا جائز نہیں ہے، مدینہ پہنچنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر،

ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کی قبر،شہدائے اُحد کی قبروں،اسی طرح بقیع قبرستان کی زیارت مسنون ہے۔

مسجد حرام میں ایک صلاۃ کا ثواب ایک لاکھ، مسجد نبوی میں ایک ہزار اور مسجد اقصی میں ڈھائی سو کے برابر ہے۔اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: میری مسجد میں ایک صلاۃ مسجد حرام کے سوا باقی مساجد کے مقابلہ میں ایک ہزار گنا زیادہ ہے۔[صحیح بخاری:۳/ ٦٣]

نیز آپ ﷺ نے فرمایا: میری اس مسجد میں ایک صلاۃ مسجد حرام کے سوا باقی مساجد کے مقابلہ میں ایک ہزار گنا زیادہ ہے اور مسجد حرام میں ایک صلاۃ باقی تمام مسجدوں کے مقابلہ میں ایک لاکھ گنا زیادہ ہے۔[صحیح ابن ماجہ:۱/ ۲۳٦،ارواء الغلیل:۴/ ۳۴۱]

ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم لوگ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس اس بات پر گفتگو کررہے تھے کہ مسجد رسول ﷺ افضل ہے یا بیت المقدس؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میری مسجد میں ایک صلاۃ بیت المقدس میں چار صلاتوں سے افضل ہے،اور وہ کتنی بہترین مسجد ہے،اور ایسا وقت ضرور آئے گا کہ وہاں گھوڑے کی زین کے برابر زمین جہاں سے بیت المقدس نظر آجائے آدمی کے لئے پوری دنیا سے بہتر ہوگی،راوی کہتے ہیں: یا تو آپ ﷺ نے یہ فرمایا: کہ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب سے بہتر ہوگی۔[مستدرک حاکم]

مسجد نبوی کی زیارت ہر وقت مستحب ہے اس کے لئے کوئی وقت متعین نہیں ہے،عام مسجدوں کی طرح مسجد نبوی میں داخل ہوتے وقت داہنا اور نکلتے وقت بایاں پیر نکالیں، داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھیں:"اللَّهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ" یعنی: اے اللہ تو میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔اور جب نکلیں تو یہ کہیں:"اللَّهُمَّ اِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ" اے اللہ میں تجھ سے تیرے فضل کا طلبگار ہوں۔مزید یہ دعا بھی پڑھ سکتے ہیں: "أَعُوْذُ بِاللَّهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ

مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللَّهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ، اللَّهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ". [ابوداود، ابن السنی]

داخل ہونے کے بعد عام مساجد کی طرح پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کریں، ابو قتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: میں مسجد (نبوی) میں داخل ہوا، اللہ کے رسول ﷺ صحابہ کے درمیان تشریف فرما تھے میں بیٹھ گیا، آپ نے فرمایا: بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھنے سے کس چیز نے تمہیں روکا؟ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے آپ کو اور لوگوں کو بیٹھے دیکھا (اس لئے میں بھی بیٹھ گیا) آپ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شخص مسجد میں آئے تو دو رکعت (تحیۃ المسجد) پڑھے بغیر نہ بیٹھے۔ [بخاری، مسلم: ح ر ۱۷۱۴]

اہم تنبیہ: آپ ﷺ کی قبر مبارک عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں ہے، اس لئے قبر رسول ﷺ کو روضہ کہنا حدیث رسول ﷺ کی خلاف ورزی ہے، اس سے احتراز کرنا چاہیے، آپ ﷺ نے اپنے گھر اور منبر کے درمیان والی جگہ کو روضہ قرار دیا ہے نہ کہ اپنے گھر کو۔

صلاۃ ادا کرنے کے بعد قبر رسول اکرم ﷺ کی زیارت مستحب ہے جس کا طریقہ یہ ہے کہ قبر مبارک کے سامنے با ادب کھڑے ہو کر آہستگی سے "السلام علیک یا رسول اللہ" کہیں۔ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سفر سے جب واپس آتے تو (تحیۃ المسجد ادا کرنے کے بعد) قبر پر حاضر ہوتے اور یہ کہتے: "السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبَا بَكْرٍ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبَتَاهُ". [سنن کبری بیہقی: ۱۰۲۷۱]

آپ ﷺ کی قبر مبارک پر صلاۃ کی طرح ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا، سر جھکانا، قبر کی طرف سجدہ کرنا یا تلاوت واذکار کے لئے بیٹھنا، قبلہ کی بجائے قبر کی طرف منہ کرکے دعا کرنا یا صلاۃ پڑھنا، جالیوں کو از راہ تبرک چھونا پھر جسم پر ملنا یا ان میں خط پھینکنا یہ سب ناجائز امور ہیں، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اے اللہ میری قبر کو

بت نہ بنانا، ان لوگوں پر اللہ کی لعنت ہو جنہوں نے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنالیا۔ [مؤطا امام مالک، مسند امام احمد]

ہر صلاۃ کے بعد درود وسلام کے لئے قبر رسول ﷺ پر حاضری کا اہتمام کرنا، وہاں دیر تک کھڑے رہنا درست نہیں ہے، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ (یعنی گھروں میں سنن ونوافل پڑھو اور تلاوت قرآن کیا کرو) اور میری قبر کو میلہ نہ بناؤ مجھ پر تم جہاں سے بھی درود بھیجو گے مجھے پہنچ جائے گا۔ [صحیح ابوداود: ۱/ ۳۸۳] نیز آپ ﷺ نے فرمایا: جو بھی مجھ پر سلام بھیجتا ہے اللہ میری روح کو لوٹا دیتا ہے تا کہ اس کے سلام کا جواب دوں۔ [صحیح ابوداود: ۱/ ۳۸۳]

آپ ﷺ فرماتے ہیں: زمین میں اللہ کے سیاحین (گشت کرنے والے) فرشتے ہیں جو میری امت کا سلام مجھے پہنچاتے رہتے ہیں۔ [مستدرک حاکم، صحیح نسائی: ۱/ ۲۷۴]

حاجات کے لئے آپ ﷺ کو پکارنا، آپ سے شفا اور اولاد طلب کرنا شرک اکبر ہے، اگر انسان اسی حالت میں بغیر توبہ کے مر گیا تو اس کی مغفرت کبھی بھی نہیں ہو سکتی، وہ ہمیشہ ہمیش جہنم میں رہے گا، اللہ تمام مسلمانوں کو شرک سے محفوظ رکھے۔

حصول برکت کے لئے حجرہ کے درو دیوار، یا روضہ کے ستونوں کو چھونا یا سینے سے لگانا، آپ ﷺ کا وسیلہ لے کر گناہوں کی مغفرت کے اللہ سے دعا کرنا ناجائز وحرام امور ہیں، ان سے اجتناب کریں، براہ راست اللہ کو پکاریں وہ آپ کی باتوں کو سننے کے لئے کسی واسطہ کا محتاج نہیں ہے۔

آپ ﷺ پر درود وسلام پڑھنے کے بعد تھوڑا آگے بڑھیں، خلیفہ اول ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ”السلام علیک یا خلیفۃ رسول اللہ أبی بکر“ کہیں، پھر تھوڑا آگے بڑھیں، امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ”السلام علیک یا امیر المومنین عمر الفاروق“ کہیں، اس طرح زیارت مکمل

ہوگئی، وہاں کھڑے ہو کر بھیڑ بھاڑ کا سبب نہ بنیں۔

مدینہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہنچنے کے بعد مسجد قباء کی زیارت مسنون ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی پیدل تو کبھی سوار ہو کر مسجد قباء آتے اور دو رکعت پڑھتے۔[بخاری: ح/ ۱۱۹۴، مسلم: ح/ ۱۳۹۹]

سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے گھر میں وضو کرے اور مسجد قبا آ کر دو رکعت صلاۃ ادا کرے اُسے عمرہ کے برابر ثواب ملتا ہے۔[صحیح نسائی: ۱/ ۱۵۰، صحیح ابن ماجہ: ۱/ ۲۳۷]

مسجد قباء کے سوا مدینہ کی باقی مساجد کی زیارت سنت سے ثابت نہیں ہے لہذا اس سے احتراز کریں۔

بقیع اور شہدائے احد کی قبروں کی زیارت مسنون ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی زیارت کیا کرتے تھے نیز آپ نے فرمایا: قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ وہ آخرت یاد دلاتی ہے۔

[مسلم، ابو داؤد: ح/ ۲۶۳۶، ترمذی: ح/ ۱۰۵۴]

قبرستان کی زیارت کے وقت یہ الفاظ کہیں: "السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ ،وَيَرْحَمُ اللَّهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ وَالْمُسْتَأْخِرِيْنَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ، نَسْأَلُ اللَّهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ".[مسلم: ح/ ۹۷۴-۹۷۵]

ترجمہ: اس گھر میں رہنے والے مومنو اور مسلمانو! تم پر سلامتی ہو، پہلے جانے والوں اور پیچھے رہ جانے والوں دونوں پر اللہ رحم فرمائے، ہم بھی ان شاء اللہ تمہارے پاس آنے والے ہیں ہم اپنے اور تمہارے لئے اللہ سے عافیت کے طلبگار ہیں۔

یہ دعا پڑھنے کے بعد واپس چلے آئیں، یاد رہے کہ ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھنا سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہیں ہے۔

تنبیہ: قبروں کی زیارت کا مقصد آخرت کی یاد، وفات شدگان کے لئے اللہ رب العالمین

سے رحمت وسلامتی کی دعا کرنا اور سنت نبوی ﷺ کا اتباع ہے، قبروں کی زیارت کا شرعی طریقہ یہی ہے، جو ابھی ابھی بیان ہوا۔ قبروں کے پاس کھڑے ہوکر دیر تک دعا کرنا، قرآن کی تلاوت کرنا، وہاں صلاۃ پڑھنا، ان پر پھول چڑھانا یہ امور ناجائز و بدعت ہیں ان کے علاوہ قبروں کے پاس کئے جانے والے کچھ امور ایسے ہیں جو شرک ہوتے ہیں جیسے مُردوں کو پکارنا، ان سے مدد طلب کرنا، ان سے شفایابی کی دعا کرنا اور اولاد طلب کرنا وغیرہ وغیرہ، یہ وہی شرک ہے جس کو ختم کرنے کے لئے نبی اکرم ﷺ کی بعثت ہوئی تھی، اللہ تعالی تمام مسلمانوں کو اس سے محفوظ رکھے اور ہماری عبادتوں کو قبول فرمائے، آمین۔

قرآن وسنت سے منتخب دعائیں

حج وعمرہ کا سفر بہت ہی مبارک سفر ہوتا ہے جس میں اللہ رب العالمین دعاؤں کو قبول فرماتا ہے لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ آج خود ساختہ اور من گھڑت دعاؤں کا رواج عام ہے لوگ قرآن وسنت سے ثابت شدہ دعاؤں کی بجائے انہی فرضی اور خود ساختہ دعاؤں کے اسیر ہو گئے ہیں۔ اسی مناسبت سے ذیل میں قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے کچھ منتخب دعائیں ذکر کی جارہی ہیں تا کہ لوگ خود ساختہ دعاؤں کی بجائے قرآن وسنت سے ثابت شدہ دعاؤں کو اپنائیں۔

أولاً : قرآنی دعائیں:

١- ﴿رَبَّنَآ ءَاتِنَا فِى ٱلدُّنۡيَا حَسَنَةً وَفِى ٱلۡأَخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ ٱلنَّارِ﴾ [البقرة:٢٠١]

''اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں نیکی دے اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما''۔

٢- ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّآۖ إِنَّكَ أَنتَ ٱلسَّمِيعُ ٱلۡعَلِيمُ﴾ [البقرة:١٢٧]

”اے ہمارے رب! تو ہم سے قبول فرما تو ہی سننے والا جاننے والا ہے“۔

۳- ﴿رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ إِن نَّسِينَآ أَوْ أَخْطَأْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُۥ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِۦ ۖ وَٱعْفُ عَنَّا وَٱغْفِرْ لَنَا وَٱرْحَمْنَآ ۚ أَنتَ مَوْلَىٰنَا فَٱنصُرْنَا عَلَى ٱلْقَوْمِ ٱلْكَٰفِرِينَ﴾ [البقرۃ:۲۸۶]

”اے ہمارے رب! اگر ہم بھول جائیں یا غلطی کر بیٹھیں تو ہمارا مؤاخذہ نہ کرنا، اے ہمارے رب! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جو ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا، اے ہمارے رب! ہم سے وہ بوجھ نہ اٹھوا جس کی ہم میں طاقت نہ ہو، اور ہم سے درگذر فرما اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا مالک ہے کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد فرما“۔

۴- ﴿رَبَّنَا ٱصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿٦٥﴾ إِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا﴾ [الفرقان:۶۵-۶۶]

”اے ہمارے رب! ہم سے جہنم کا عذاب ٹال دے بیشک جہنم کا عذاب بہت بڑی ہلاکت ہے جہنم بہت ہی بدترین جگہ ہے“۔

۵- ﴿رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَٰجِنَا وَذُرِّيَّـٰتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَٱجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا﴾ [الفرقان:۷۴]

”اے ہمارے رب! تو ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں متقیوں کا امام بنا“۔

۶- ﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً ۚ إِنَّكَ أَنتَ ٱلْوَهَّابُ﴾ [آل عمران:۸]

”اے ہمارے رب! ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر دینا اور ہمیں

اپنی طرف سے رحمت عطا فرما یقینا تو بہت زیادہ عطا کرنے والا ہے“۔

۷- ﴿رَبَّنَا ٱغۡفِرۡ لَنَا وَلِإِخۡوَٰنِنَا ٱلَّذِينَ سَبَقُونَا بِٱلۡإِيمَٰنِ وَلَا تَجۡعَلۡ فِي قُلُوبِنَا غِلّٗا لِّلَّذِينَ ءَامَنُواْ رَبَّنَآ إِنَّكَ رَءُوفٞ رَّحِيمٌ﴾ [الحشر:۱۰]

”اے ہمارے رب! ہمیں اور ہم سے پہلے جو مومن گذر چکے ہیں ان کی مغفرت فرما اور ہمارے دلوں کو مومنوں کے بارے میں کینہ رکھنے سے بچا اے ہمارے رب تو ہی مہربان اور رحم کرنے والا ہے“۔

۸- ﴿رَبَّنَا ظَلَمۡنَآ أَنفُسَنَا وَإِن لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَتَرۡحَمۡنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ ٱلۡخَٰسِرِينَ﴾ [الاعراف:۲۳]

”اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اگر تو نے ہمارے او پر رحم نہ کیا اور ہمیں معاف نہ کیا تو ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے“۔

۹- ﴿لَّآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنتَ سُبۡحَٰنَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ ٱلظَّٰلِمِينَ﴾ [الانبیاء:۸۷]

”تیرے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں تیری ذات پاک ہے یقینا میں ہی ظالموں میں سے ہوں“۔

۱۰- ﴿رَبِّ ٱجۡعَلۡنِي مُقِيمَ ٱلصَّلَوٰةِ وَمِن ذُرِّيَّتِيۚ رَبَّنَا وَتَقَبَّلۡ دُعَآءِ ۝٤٠ رَبَّنَا ٱغۡفِرۡ لِي وَلِوَٰلِدَيَّ وَلِلۡمُؤۡمِنِينَ يَوۡمَ يَقُومُ ٱلۡحِسَابُ﴾ [ابراہیم:۴۰-۴۱]

”اے میرے رب! مجھے اور میری اولاد کو صلاۃ قائم کرنے والا بنا، اے ہمارے رب! میری دعا قبول فرما، اے ہمارے رب! مجھے اور میرے والدین اور مومنوں کو حساب وکتاب کے دن بخش دینا“۔

۱۱- ﴿رَبَّنَآ أَتۡمِمۡ لَنَا نُورَنَا وَٱغۡفِرۡ لَنَآۖ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيۡءٖ قَدِيرٞ﴾

[التحریم:۸]

''اے ہمارے رب! ہمیں کامل نور عطا فرما اور ہماری مغفرت فرمادے بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے''۔

ثانیاً: نبوی دعائیں:

۱۲- ''اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ''.[بخاری ومسلم]

''اے اللہ میں عذاب قبر، عذاب جہنم، زندگی وموت اور مسیح دجال کے فتنوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں''۔

۱۳- ''اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْبُخْلِ وأَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْجُبْنِ، وَأَعُوْذُ بِکَ أَنْ أُرَدَّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ. وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا يَعْنِي فِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ''.[صحیح بخاری]

''اے اللہ میں بخیلی، بزدلی، نکمی عمر، دنیا کے فتنے یعنی دجال کے فتنے اور عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں''۔

۱۴- '' اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُکَ الْهُدَى وَالتُّقَى وَالْعَفَافَ وَالْغِنَى''.[مختصر صحیح مسلم للالبانی: ح/۱۸۷۰]

''اے اللہ میں تجھ سے ہدایت، تقوی، پاک دامنی اور بے نیازی کا سوال کرتا ہوں''۔

۱۵- ''اللّٰهُمَّ إِنِّي أعُوْذُ بِکَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ''.[صحیح سنن ابن ماجہ: ح/۳۰۹۴]

''اے اللہ! بے فائدہ علم، خوف نہ کھانے والے دل، آسودہ نہ ہونے والے نفس اور قبول نہ ہونے والی دعا سے تیری پناہ چاہتا ہوں''۔

۱۶- ”اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ وَجَمِيعِ سَخَطِكَ“.[مختصر صحیح مسلم للامام الالبانی: ح/ ۱۹۱۳]

”اے اللہ! تیری نعمت کے زوال، تیری عافیت کی تبدیلی، تیرے اچانک انتقام اور تیرے ہر طرح کے غضب سے تیری پناہ چاہتا ہوں“۔

۱۷- ”اللَّهُمَّ أَصْلِحْ لِي دِينِي الَّذِي هُوَ عِصْمَةُ أَمْرِي وَأَصْلِحْ لِي دُنْيَايَ الَّتِي فِيهَا مَعَاشِي وَأَصْلِحْ لِي آخِرَتِي الَّتِي فِيهَا مَعَادِي وَاجْعَلْ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِي فِي كُلِّ خَيْرٍ وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِي مِنْ كُلِّ شَرٍّ“.[مختصر صحیح مسلم للامام الالبانی: ح/ ۱۸۶۹]

”اے اللہ! میرے دین کی اصلاح فرمادے جو میری پناہ گاہ ہے، اور میری دنیا کو درست فرمادے جو میرا ذریعہ معاش ہے اور میری آخرت کو سنوار دے جو میرا ٹھکانہ ہے، اور میری زندگی کو ہر بھلائی میں اضافہ کا باعث بنادے، اور موت کو ہر برائی سے بچنے کے لئے راحت کا سامان بنادے“۔

۱۸- ”اللَّهُمَّ رَحْمَتَكَ أَرْجُو، فَلَا تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ، وَأَصْلِحْ لِي شَأْنِي كُلَّهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ“.[صحیح سنن ابی داؤد: ح/ ۴۲۴۶]

”اے اللہ! میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں آنکھ جھپکنے کے برابر بھی مجھے میرے نفس کے سپرد نہ کر، تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں“۔

۱۹- ”اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ، وَدَرَكِ الشَّقَاءِ، وَسُوءِ الْقَضَاءِ، وَشَمَاتَةِ الأَعْدَاءِ“.[صحیح بخاری]

”اے اللہ! پریشان کن مصیبتوں، ہر طرح کی شقاوتوں، تقدیر کی برائی اور دشمنوں کی دشمنی سے ہم تیری پناہ مانگتے ہیں“۔

۲۰- ”اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشِّقَاقِ وَ النِّفَاقِ وَسُوْءِ الْأَخْلَاقِ“. [صحیح سنن نسائی]

”اے اللہ! میں حق کی مخالفت، نفاق اور برے اخلاق سے تیری پناہ چاہتا ہوں“۔

۲۱- ”اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبَرَصِ وَالْجُذَامِ وَالْجُنُوْنِ وَمِنْ سَيِّئِ الأَسْقَامِ “.[صحیح سنن نسائی: ح/۵۰۶۰]

”اے اللہ! میں برص، کوڑھ، جنون اور تمام بری بیماریوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں“۔

۲۲- ”اللَّهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا يَحُولُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيكَ، وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهِ جَنَّتَكَ، وَمِنَ اليَقِينِ مَا تُهَوِّنُ بِهِ عَلَيْنَا مُصِيبَاتِ الدُّنْيَا، وَمَتِّعْنَا بِأَسْمَاعِنَا وَأَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا أَحْيَيْتَنَا، وَاجْعَلْهُ الوَارِثَ مِنَّا، وَاجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلَى مَنْ ظَلَمَنَا، وَانْصُرْنَا عَلَى مَنْ عَادَانَا، وَلَا تَجْعَلْ مُصِيبَتَنَا فِي دِينِنَا، وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا أَكْبَرَ هَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا، وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَا يَرْحَمُنَا“.[صحیح الترمذی: ح/ 2783]

”اے اللہ! تو ہمیں ایسی خشیت عطا فرما جو ہمیں تیری معاصی سے دور رکھے، اور ایسی اطاعت کی توفیق دے جو ہمیں جنت تک پہنچادے، اور ایسا یقین مرحمت فرما جس کی وجہ سے دنیا کی تمام مصیبتیں آسان ہو جائیں، اے اللہ! تو ہماری آنکھوں، نگاہوں اور تمام قوتوں سے ہمیں جب تک زندہ رکھ فائدہ پہنچا اور ہمیں اس فائدہ کا وارث بنا، اور جو ہم پر ظلم کرے اس کا بدلہ تو لے، اور ہمارے دشمنوں کے خلاف ہماری مدد فرما، اور دنیا کو ہماری غرض وغایت اور ہمارے علم کی منزل مقصود نہ بنا، اور دین کے معاملہ میں ہم پر مصیبت نہ ڈال، اور ہم پر ایسے لوگوں کو مسلط نہ فرما جو ہم پر رحم نہ کریں“۔

۲۳- ”یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِيْنِكَ “.[صحیح سنن ترمذی]

”اے دلوں کے الٹنے پلٹنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ“۔

۲۴-”اللَّهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلَى طَاعَتِكَ“.[صحیح مسلم]

”اے دلوں کے پھیرنے والے! میرے دل کو اپنی اطاعت کی طرف پھیر دے“۔

۲۵-”اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ“.[سنن ابو داود، سنن نسائی]

”اے اللہ! مجھے اپنے ذکر، شکر اور اچھے ڈھنگ سے اپنی عبادت کی توفیق عطا فرما“۔

۲۶- ”اللهُمَّ أَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا، وَأَجِرْنَا مِنْ خِزْيِ الدُّنْيَا، وَعَذَابِ الْآخِرَةِ“.[مسند احمد]

”اے اللہ! سب کاموں میں ہمارا بہترین انجام کر، اور دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے ہمیں پناہ دے“۔

۲۷- ”اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ، مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ، مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَاذَ بِهِ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ، وَأَسْأَلُكَ أَنْ تَجْعَلَ كُلَّ قَضَاءٍ قَضَيْتَهُ لِي خَيْرًا“. [صحیح سنن ابن ماجہ: ح/ ۳۱۰۲]

”اے اللہ! میں تجھ سے جلد یا دیر ہر طرح کی بھلائی چاہتا ہوں جسے میں جانتا ہوں اور جسے نہیں جانتا، اور جلد یا دیر ہر طرح کی برائی سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں جسے میں جانتا ہوں اور

جسے نہیں جانتا، اے اللہ! میں تجھ سے ہر وہ بھلائی مانگتا ہوں جو تجھ سے تیرے کسی بندے اور نبی نے مانگی، اور ہر اس برائی سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں جس سے تیرے بندے اور نبی نے پناہ طلب کی ہے، اے اللہ! میں تجھ سے جنت کا اور ایسے سارے اقوال وافعال کا جو اس کے قریب کردیں سوال کرتا ہوں، اے اللہ! میں جہنم سے اور ایسے سارے اقوال وافعال سے جو اس کے قریب کردیں تیری پناہ طلب کرتا ہوں اور اس قول وفعل سے جو جہنم سے قریب لے جائے، اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کو تو میرے حق میں ہر فیصلہ کو بہتر بنادے"۔

۲۸- "رَبِّ اغْفِرْ لِي وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّکَ أَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُورُ ".[صحیح سنن ابن ماجہ:ح/۳۰۷۵]

"اے میرے رب! میری مغفرت فرمادے اور میری توبہ قبول فرما تو یقینا بڑا توبہ قبول کرنے والا اور بڑا بخشنے والا ہے"۔

۲۹- "اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لاَ إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ، وَأَبُوءُ لَكَ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي، فَإِنَّهُ لاَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ".

"اے اللہ! تو میرا رب ہے تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، تو نے ہی مجھے پیدا کیا ہے میں تیرا بندہ ہوں تجھ سے کئے ہوئے وعدے اور عہد پر اپنی طاقت بھر قائم ہوں، اپنے برے اعمال کے وبال سے تیری پناہ چاہتا ہوں، مجھ پر تیرے جو احسانات ہیں ان کا اعتراف کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں مجھے بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں"۔[صحیح بخاری:۶۳۰۶]

۳۰-"اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِي وَشَرِّ بَصَرِي وَشَرِّ لِسَانِي وَشَرِّ قَلْبِي وَشَرِّ مَنِيِّي". [صحیح سنن نسائی: ح/۵۰۳۱]

"اے اللہ! میں اپنی سماعت، بصارت، زبان، دل اور شرمگاہ کی برائیوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔

۳۱-"اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَأَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْقِلَّةِ وَالذِّلَّةِ وَأَعُوْذُ بِکَ أَنْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ ". [صحیح سنن نسائی: ح/۵۰۴۶]

"اے اللہ! میں فقر، کمی وقلت اور رسوائی نیز اس بات سے کہ میں کسی پر ظلم کروں یا کوئی مجھ پر ظلم کرے تیری پناہ چاہتا ہوں"۔

۳۲- "اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ".

"اے اللہ! محمد (ﷺ) اور آل محمد پر صلوٰۃ بھیج جس طرح تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر صلوۃ بھیجی، بیشک تو تعریف والا بزرگی والا ہے، اے اللہ! محمد (ﷺ) اور آل محمد پر برکت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر برکت نازل فرمائی، بیشک تو بڑی تعریف والا بزرگی والا ہے"۔ (صحیح بخاری: ۳۳۷۰)

صلاۃ جنازہ کا طریقہ

مسجد حرام و مسجد نبوی میں عام طور پر اور بالخصوص حج کے دنوں میں ہر صلاۃ میں کسی نہ کسی کا جنازہ رہتا ہے اس لئے از راہِ فائدہ یہاں صلاۃ جنازہ کا طریقہ بیان کیا جا رہا ہے۔

نیت! محض دل کے ارادہ کا نام ہے اس کو زبان سے ادا کرنا جائز نہیں ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرام میں سے کسی نے زبان سے نیت نہیں کی، نیت کی جگہ دل ہے نہ کہ زبان، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام و تابعین عظام صلاۃ کی شروعات تکبیر تحریمہ یعنی "اللہ أکبر" سے کرتے تھے، لہذا ہمیں بھی زبان سے نیت نہیں کرنا چاہئے، نیت کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو یہ شعور رہے کہ کس صلاۃ کے لئے حاضر ہوئے ہیں، یہ شعور انسان کو خود بخود اسی وقت حاصل ہو جاتا ہے جب وہ صلاۃ کے لئے وضوء کرتا ہے اور پھر اس کے لئے مسجد کا رخ کرتا ہے۔

نہ صرف صلاۃ بلکہ کسی بھی عبادت کی نیت زبان سے کرنا دین میں نئی چیز ہے، حج یا عمرہ کا احرام باندھتے وقت جو الفاظ کہے جاتے ہیں وہ نیت نہیں بلکہ عمرہ میں داخل ہونے کا ذکر ہے جیسے صلاۃ میں داخل ہونے کا ذکر "اللہ أکبر" ہے، کھانے کی دعاء بسم اللہ ہے، لہذا اس سے کسی کو دھوکہ میں نہیں رہنا چاہئے۔

دونوں ہاتھ کندھوں یا کانوں کی لو تک اٹھائیں، اور سینے پر دونوں ہاتھ باندھ لیں، پھر أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھیں پھر سورۃ الفاتحہ پڑھیں:

﴿ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ۝٢ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝٣ مَٰلِكِ يَوْمِ ٱلدِّينِ ۝٤ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝٥ ٱهْدِنَا ٱلصِّرَٰطَ ٱلْمُسْتَقِيمَ ۝٦ صِرَٰطَ ٱلَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ ٱلْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا

ٱلضَّآلِّينَ ﴾ [الفاتحہ] آمین۔ اس کے بعد کوئی مختصر سورت بھی پڑھ سکتے ہیں۔

اس کے بعد ''اللہ اکبر'' کہیں، پھر تشہد میں پڑھا جانے والا یہ درود شریف پڑھیں:

''اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ''.

اس کے بعد ''اللہ اکبر'' کہیں پھر یہ دعا پڑھیں:

''اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَ مَيِّتِنَا وَ شَاهِدِنَا وَ غَائِبِنَا وَ صَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَ ذَكَرِنَا وَ أُنْثَانَا، اللَّهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيْمَانِ، اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ'' یا یہ دعا پڑھیں یا دونوں پڑھ لیں:

''اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَ عَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ وَ وَسِّعْ مُدْخَلَهُ، وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَ نَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَأَبْدِلْهُ دَاراً خَيْراً مِّنْ دَارِهِ وَأَهْلاً خَيْراً مِّنْ أَهْلِهِ، وَ زَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهِ وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ عَذَابِ النَّارِ''.

یہ دعاء پڑھنے کے بعد ''اللہ اکبر'' کہیں پھر صرف داہنی طرف یا دونوں طرف سلام پھیر دیں، اس طرح صلاۃ جنازہ مکمل ہو جاتی ہے۔

الحمد لله الذي بنعمته تتم الصالحات.

❖ ❖ ❖